منقبت بہار

از

خلیفہ مجاز جگر گوشۂ غوث الثقلین نقیب الاشراف حضرت

پیر سید ابراہیم سیف الدین گیلانی رح

ابوالفضل سید محمود قادری محمود

تلمیذ

پہلوان سخن حضرت ثاقب بدایونی رح

تفصیلات

- سنہ اشاعت :- صفر ۱۴۱۰ھ ستمبر ۱۹۸۹ء
- فن :- منظوم منقبتی مجموعہ
- کتابت : محمد عبدالقادر خوشنویس اولد سنتوش نگر مکان نمبر (17-1-260/2)
- تعداد پانچ سو
- سرورق رشحہ قلم مونس الخطاط محمد نعیم صابری
- قیمت :- 20/= روپئے
- طباعت اعجاز پریس چھتہ بازار

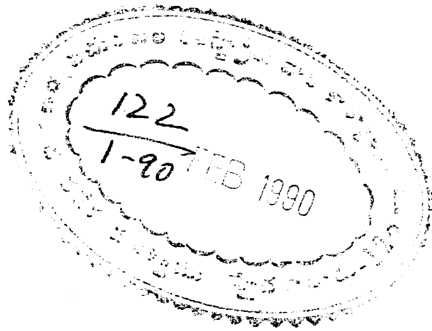
ملنے کے پتے

مکان نمبری (20-7-175) فتح دروازہ حیدرآباد (500265)

کمرشیل بکڈپو، حسامی بکڈپو، مینار بکڈپو چارکمان و

اعجاز پریس چھتہ بازار حیدرآباد۔ (۵۰۰۰۰۲)

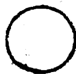
اسٹوڈنٹ بکڈپو، مکتبہ انوار مصطفیٰ



دل و جاں شد تر و تازہ چو بادِ رحمت آمد

بحمد اللہ در گلشن بہارِ منقبت آمد

فہرست



بسم اللہ الرحمن الرحیم

از: ڈاکٹر عقیل ہاشمی (ایم۔اے، پی ایچ ڈی) عثمانیہ ریڈر اردو کالج آف آرٹس
و سوشیل سائنس عثمانیہ یونیورسٹی حیدرآباد آندھرا پردیش

پیش لفظ

انسان ذاتِ حقیقی کی ظہورِ آخر کی تجلّی ہے جسے جامعیت کا درجہ حاصل ہے اور جس کا مکمل آئینہ " انسانِ کامل صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اس نظریہ کی روشنی میں تخلیق و ترکیب عناصر اور اس کا عمل و ردِ عمل سبھی کچھ اس معبودِ حقیقی کے اِذن و اشارے پہ ہوتا ہے عوام الناس کو ان حقائق سے روشناس کروانے اُن کی باطنی اصلاح و تربیت کی تکمیل کے لئے انبیاء علیہ السلام آتے رہے خصوصیت سے نبی آخر الزماں حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے بعد اولیائے کاملین کا ظہور قدس ہوتا رہا اور یہ اللہ تعالیٰ کی زندہ نشانیوں کی حیثیت سے قیامت تک ہوتا رہے گا۔ ان کا انتظار کرنے کی بجائے ان کو ڈھونڈ نکالنے کی ضرورت ہے مگر اس کے لئے عقائد میں تبدیلی اور تائید ایزدی ضروری ہے اور پھر اولیائے کرام و صوفیاء عظام نے کشف صدر تطہیر قلب اور تزکیہ نفس کی جو راہیں متعین کی ہیں اِس میں "حضوری" کو بنیادی اہمیت حاصل ہوگی اور یہ حضوری

کیاہے اس کے لئے ارشادات ربانی پر نظر ڈالئے ھو الاول ھو الا
خر والظاھر والباطن وفی انفسکم افلا تبصرون
نحن اقرب الیہ من حبل الورید اینما تولوا
فثم وجہ اللہ وغیرہ کی تفسیر اہل عشق (اولیاء اللہ) سے سمجھی جائے
کیونکہ ان بزرگوں نے تائیدایزدی بصیرت ایمانی حلاوت ایقانی کشف صدر
کے ذریعے انا الانسانی اور انا سبحانی حقیقت کائنات زمان ومکاں کے رازِ
سربستہ کا ادراک حاصل کیا اور طالبانِ حق کو اس سے واقف کرایا جبکہ ان اشخاص
کی تخمیں وظن کو ہرگز شمع ہدایت نہیں بنانا چاہئے جو نہ وحی نبوّت کے قائل ہیں
اور نہ امر ولایت وتقرب الی اللہ کے جنھیں نور بصیرت اور کشفِ صدر کی نعمت
حاصل نہیں جو دل کے اندھیرے اور قلم کی لاٹھی کی مدد سے قرب وحضور کا راستہ
طے کرنا چاہتے ہیں ؎

عقل گو آستاں سے دور نہیں
اس کی تقدیر میں حضور نہیں

اِس تمہید کی ضرورت یوں محسوس ہوئی کہ گذشتہ دنوں ماہِ صیام سے
قبل اپنے ماموں جناب محمد عبدالباسط صاحب (ڈپٹی سکریٹری) کی وساطت
سے اوّل تو شیخ البشائر جناب الحاج میر بہادر علی اقبال حسابی صاحب سے نیاز
حاصل ہوا اور جناب کی ایماء پر بشائر الخیرات (مجموعہ درود شریف فرمودہ
حضرت حضور غوث الثقلین رضی اللہ عنہ) پر اپنے شکستہ خیالات بطور تبصرہ
پیش کئے ثانیاً حیدرآباد کی ذی علم قابلِ قدر ومنزلت صاحب ربط ونسبت

بزرگ شخصیت عالیجناب ابوالفضل سید محمود قادری محمودؔ سشن جج (ریٹائرڈ) کے کلام "بہار منقبت" سے آگاہی ہوئی بلکہ موصوف ہی کی خواہش پر یہ چند طالب علمانہ گذارشات کا اظہار کر رہا ہوں، من آنم کہ من دانم

اور یہ بھی عجیب اتفاق ہے کہ تا دم تحریر جناب والا سے شرف ملاقات نہ مل سکا تاہم ادب کے ایک ادنیٰ طالب علم ہونے کے ناطے محترم جج صاحب کی تحربات (نظم و نثر) سے استفادہ کرتا رہا ہوں خصوصیت سے استعانت و فضائلِ مصطفیٰ وغیرہ نے مجھے متاثر کیا۔

مرزا غالبؔ نے کبھی کہا تھا ؎

شعر غالب نہ بود وحی و نہ گوئیم و لے

تو و یزداں نتواں گفت کہ الہامے ہست

غالبؔ نے وحی اور الہام کے اصطلاحی فرق کو کیوں محسوس کیا یہ ایک الگ بحث ہوگی لیکن اتنا ضرور کہا جا سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے شہد کی مکھی کو اس نعمتِ وحی سے سرفراز فرمایا کہ وہ پہاڑوں اور درختوں پر چھتے بنائے تاکہ انسان کے لئے ایک صحت بخش مشروب بن سکے اور انسان اشرف المخلوقات ہے وہ بھی وحی کا حامل ہو سکتا ہے اور ہوتا رہا ہے تو کیا عجب کہ شاعر کے نفس کو شعر کا الہام نہ ہو۔! شائد اس لئے رابرٹ براؤننگ

(ROBART BROWNING) نے خدا کو "شاعر اکمل" کہا ہے اور پھر خود لفظِ شاعر کے لغوی معنیٰ ایسے مردِ آگاہ کے ہیں جو دوسروں کو نئی آگاہیاں دے سکے تب ہی تو شاعری کو پیغمبری کا جزو بھی قرار دیا گیا ہے

اور یہ شاعری کیا ہے لطیف دیوانگی والہانہ وعاشقانہ ربط و تعلق پنہاں و پوشیدہ احساسات وجذبات کا بے ساختہ اظہار۔

کسی شاعر کی تخلیق اس کے ذہن وفکر کی عکاس اس کے مزاج وطبیعت کی آئینہ دار ہوتی ہے بالخصوص ایسا شخص جو اپنی تخلیق میں اپنا خون جگر کا ایک ایک قطرہ محبّت ومودّت کے کامل احساس سے سمودے "من احب شیأ اکثر ذکرہ" کے مصداق انسانی احساسات وجذبات کے مختلف طریقہ ہائے اظہار میں شاعری کو اہم سمجھا گیا کہ اس کے ذریعہ انسان کو ایک طرح کی آسودگی تسکین ومسرت حاصل ہوتی ہے یہ بیچ ہے کہ شاعری سے دلچسپی رکھنے کا دطیرہ عام ہے لیکن شاعری کے منصب سے عہدہ برآ ہونا محال نہ سہی دشوار ضرورت ہے کیونکہ ایک اچھے اور کامیاب شاعر کے لئے انفس وآفاق پر نظر رکھنی لازم ہے وہ اپنی داخلی وخارجی کیفیت میں لطف وسرور بھی پیدا کرتا ہے اور علم وعمل کی قوّت حیات سے بھی بہرہ ورکرتا ہے اس کی عین خواہش ہوتی ہے کہ وہ کائنات میں پھیلی ہوئی لامحدود سچائی اس کی ہمیشہ زندہ وتابندہ رہنے والی خوبصورتی اور پوشیدہ وپنہاں ضمیر شعر کے قالب میں ڈھل جائے اور پھر جب یہ جذبہ اظہار ایک خاص رشتۂ محبّت ومودّت سے منسلک ومربوط ہوجائے جو مذہب یا عقیدہ سے عبارت ہو تو اس کی نوعیت اور بھی اہم بلکہ غیر معمولی ہوجاتی ہے بقول کیسے ؎

اللہ نے بخشی ہے زباں کو مری تاثیر
الہام کے مضموں میں اعجاز کی تقریر

مذہبی شاعری کی ذیل میں حمد پروردگار، مدح النبیؐ یا نعت کے علاوہ اولیائے کبار کے سلسلے میں قصائد کا ایک خاص رجحان ملتا ہے جسے اصطلاح میں منقبت کہا جاتا ہے۔ اصنافِ شاعری میں نعت کو ایک خاص صنف شاعری کا نام ملا جس میں شاعر نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) اکرم علیہ الصلاۃ والسلام کے حضور اپنی عقیدت پیش کرتا ہے جب کہ منقبت میں کم و بیش سب ہی اولیاء اللہ کی تعریف و توصیف بیان کی جاتی ہے واضح رہے کہ قصیدہ کی یہ ہیئت یا فارم غزل کی پہنچ پر رکھی گئی جب کہ قاعدہ کے لحاظ سے مطلع تشبیب گریز مدح اور دعا کے مراحل کو عبور کرنا لازم ہوگا اور پھر قصیدہ صنف سخن میں ایک مصنوعی فضا کی پیداوار ہونے کے باعث ایک مصنوعی اسلوب کا علم بردار اور مطالب کے اظہار میں مبالغہ آرائی اور خوشامد کا داعی تھا اور ہر شاعر اپنے مزاج اور اپنے ممدوح کی حیثیت و مرتبہ کے مدنظر مخصوص لب و لہجے میں بات کہہ دیتا تھا ایک اور بات کہ قصیدہ کہنے والے کے سامنے سب سے بڑا مقصد یہ رہتا کہ وہ نہ صرف اپنے مبلغ علم کا مظاہرہ کرے بلکہ زبان پر بھی اپنی گرفت کا ثبوت فراہم کرے اور یہ ساری باتیں تصنّع و بناوٹ کے لئے امیر امراء بادشاہوں تک محدود تھی مذہبی شاعری میں یہہ ساری چیزیں اخلاص اور ربط و نسبت سے متعلق ہوگئیں تو اس کا رنگ و آہنگ یکسر بدل گیا۔

مولانا ابو الفضل سید محمود قادری محمودؔ نے قصائد مدحیہ کے سلسلے میں اول تو "فردوس" کے عنوان سے مدح النبیؐ کو پیش کیا اور

اب "بہار منقبت" (اُردو فارسی) میں مناقب حضرت علی کرم اللہ وجہ، سیدنا امام حسنؓ و سیدنا امام حسینؓ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے علاوہ قصائد غوثیہ کا خاص اہتمام کیا ہے۔ خانوادۂ موسوی کے اس فرد فرید کی شخصیت محتاج تعارف نہیں آپ مختلف حیثیات سے ہر سطح سماجی اور ہر مکتب خیال اصحاب میں مقبول کارکرد اور فعال ہے جہاں تک خاندانی اعزاز و افتخار کا تعلق ہے کتاب "ذکرِ محمود" (مخطوطہ) مولفہ ابو الحسین سید شاہ وحید القادری عارفؔ کے حوالے سے یہ بات کہی جاسکتی ہے کہ آپ کا سلسلہ نسب والدہ ماجدہ کی طرف سے شیخ کل حضرت سید عبد القادر حسنی الحسینی الجعفری الجیلانی رضی اللہ عنہ سے بحسویں واسطے سے جا ملتا ہے والد ماجد حضرت سید عبد الرشید خلف حضرت سید محمودؒ عالم متبحر ماہر طبیب اور فن قراءت میں کامل و اکمل سمجھے جاتے تھے عہد عثمانی میں کچھ عرصہ کے لئے عہدہ قاضی القضات پر بھی فائز رہے اُردو کے علاوہ فارسی اور عربی میں شعر کہتے اختر تخلص اور استاد الاساتذہ حضرت ڈاکٹر احمد حسین مائل دکنی سے تلمذ تھا محمود صاحب کی ولادت کے موقع پر آپکے نام بزرگوار حضرت سید مہدی حسن قادری نے "از لطف متین آمد محمود رشید آمد" کی جو پیش گوئی کی تھی وہ حرف بہ حرف صحیح ثابت ہوئی ابتدائی تعلیم والد ماجد سے حاصل کی بعد ازاں اپنے وقت کے متعدد مستند علماء و اساتذہ سے حدیث و تصوف عربی اور منطق و کلام کی تکمیل کی ساتھ ہی مغربی علوم پر بھی دسترس حاصل کیا جامعہ عثمانیہ سے قانون کی ڈگری حاصل کرنے کے ساتھ ہی "منصفی" سے متعلق ہو گئے طالب علمی کے دور ہی سے اقتضائے طبیعت کے عین مطابق علمی ادبی دینی امور میں چلتے رہے بلکہ تصنیف و تالیف

اور شعر گوئی کا سلسلہ جاری رہا اور کیوں نہ ہوتا خاندانی روایات اور میراث کی عظمت جو مشعل راہ تھی جس کے نتیجہ میں کئی ایک کتب منصۂ شہود پر نظر آئیں لیکن یہ غیر معمولی صلاحیتیں اور مختلف قابلیات کا اظہار اس وقت ہوا جب آپ کے پیرو مرشد حضرت پیر سید ابراہیم سیف الدین الگیلانی نے آپ کی بیعت و خلافت کا اعلان فرمایا شاید ازدیاد محبت اور مودت کا ہی نتیجہ ہے کہ آپ کو بارگاہ غوثیت سے بے پناہ عقیدت ہے چنانچہ پہلے آپ نے نذر عقیدت کے زیر عنوان ان تمام اکابر شعراء و صوفیا کے وہ منظومات عربی فارسی اور اردو کو یکجا کر کے شایع کیا جو حضور غوث الثقلین رضی اللہ عنہ سے والہانہ وابستگی پر نازاں و فرحاں تھے پھر یہ سلسلے چل پڑا یوں بہار منقبت مولانا محمود کے طبع زاد مناقب کا وہ دلکش گلدستہ محبت ہے جس میں سجے ہزاروں رنگ کے بے مثل پھولوں کی خوشبو ان کی رنگت ایمانی حلاوت روحانی کیف و سرور کا سامان فراہم کرتا ہے اس کی بہار بہار بے خزاں سے جدا نہیں ان مناقب کا مطالعہ راسخ العقیدگی کی شمعیں فروزاں کرتا ہے اور اس محبت کی آبیاری کرتا ہے جو لذت عرفانی سے عبارت ہے ان مناقب کے لکھنے میں شاید مولانا محمود نے شیخ ابراہیم ذوق کے اس شعر کی تشریح کی ہو سہ

تجھ سے دیکھا سب کو اور تجھکو نہ دیکھا جوں نگاہ

تو رہا آنکھوں میں اور آنکھوں سے پنہاں ہی رہا

بہار منقبت میں مندرجہ کس کس قرینہ اور سلیقہ کی بات کہی جائے ابتدا سے انتہا تک دیدہ و دل کے لیے معرفت کی روشنی ہی روشنی نظر آئی اور ہر تجلی نا مکرر ہے جلوؤں کی تابناکیوں سے آنکھیں چکا چوند دل آئینہ حیرت لیکن روح سراپا

شاداں و فرحاں ہو جاتی ہے تفصیلات کی یہاں گنجائش نہیں دو ایک مثالوں پر اکتفا کروں گا جہاں تک منقبت مولائے کائنات سرخیل عارفاں باب علم امام طریقت امام المشرقین و المغربین حضرت سیدنا علی کرم اللہ وجہہ کا تعلق ہے مجھے کہنے دیجئے کہ مولانا محمود نے سیرۃ و کردار علی کی کچھ ایسی بھرپور عکاسی کی کہ بے اختیار داد دینے کو جی چاہتا ہے

سج دھج وہی ہے اور وہی آب و تاب ہے
ذات علی میں شان رسالت مآب ہے
مالک و خسرو اقلیم عطا
صاحب تاج و خلافت حیدر
سر جھکانے سے یہاں کھلتا ہے باب معرفت
سجدہ گاہ عارفاں ہے آستان بوتراب
یہ ملا محمود حق سے ثمرۂ حب علی
ہو گئے مطلوب حق سب طالبان بوتراب

مزید ایک اور منقبت مولائے کائنات علی رض مرتضیٰ میں مولانا محمود نے جن صداقتوں کو جس سادگی روانی اور بے ساختگی سے پیش کیا ہے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ یہ سراپا الہام ہے، اور یہ بات شاید میں نے اپنے مضمون کے ابتدا ہی میں کہہ دی تھی کہ شاعر کا نفس الہام و القا کا خوگر اس کا حامل ہوتا ہے اس منقبت میں تشبیہ و استعارات کو چھوڑیئے صنعتوں اور محاوروں کو پس پشت ڈالیے صرف دو ایک تلمیحات ہی پر نظر ڈالیئے تو

معلوم ہوگا کہ تفضیلات کا ایک سمندر ٹھاٹھیں مار رہا ہے عظمتِ علی کی ضیاء پاشیاں نظروں کو خیرہ کر دیں ؎

از مشرق تا بہ غرب ولایت علیؓ کی ہے
نافذ دلوں پہ سب کے حکومت علیؓ کی ہے
ہر سلسلے میں جاری ہے فیضانِ بوتراب
پیروی میں جس کے سب وہ طریقت علیؓ کی ہے
مولائے کائنات بھی ہیں باب علم بھی
ہر فضل کہہ رہا ہے فضیلت علیؓ کی ہے
ہے دیکھ لینا جس کو عبادت کے حکم میں
وہ روئے بوتراب وہ صورت علیؓ کی ہے
ان کے فقیر زمرۂ لا یحزنون میں ہیں
ہیں مطمئن کہ پشت پہ قوت علیؓ کی ہے
مرحب سے پوچھ قوت بازوئے حیدری
خیبر سے پوچھ کیسی شجاعت علیؓ کی ہے
ہے تا ابد اگر حق و باطل کا معرکہ
پھر تا ابد ضرورت علیؓ کی ہے
تفسیر میں ہے کونوا مع الصادقین سے
اللہ کی مراد معیت علیؓ کی ہے

اور پھر جب مولانا محمودؒ نے مناقب حضور غوث الثقلینؓ کی جانب توجہ

مبذول کی تو یہاں بھی اس " توجہ " اور کرم و التفات کا صاف نظارا ہوا
جس کے بارے میں اگر یہ کہا جائے تو بیجا نہ ہو گا ؎

کیمیا پیدا کن از مشت گلے
بوسہ زن بر آستانِ کاملے

مولانا محمود قادری نے اپنی اِن منقبتوں میں حضور غوث الاعظم سے
جس عقیدت محبت اور والہانہ وابستگی کا اظہار کیا ہے وہ تو اپنی جگہ مسلم
ہے ہی جبکہ اِن جذبات شعری میں سرشاری وجد اِن کے ساتھ اِن رموز و نکات
کو بھی بیان کر دیا جس کے ذریعے عوام اور خواص اسلام کی حقانیت نیز نبی
اکرم حضور ختمی مرتبت کی ذاتِ گرامی کے بعد آپ کے جانشین اولیا کرام رضوان اللہ
علیہم اجمعین کی ذوات گرامی کے منصب ولایت کی وضاحت کی سچ تو یہ
ہے کہ اسلام کے عقیدے کے مطابق نبوت کا سلسلہ ختم ہو چکا لیکن ولایت کا
دروازہ تا قیام قیامت کھلا رہے گا اور یہ نعمت ولایت آن رسالت مآب
صلی اللہ علیہ وسلم کے مخلصین کا حصہ ہے جو شریعت و طریقت حقیقت اور
معرفت کی نعمتوں کے حامل ہیں اور جب تک فطرت انسانی عشق حقیقی
سے محروم نہیں ہو جاتی اولیاء کرام کے وجود سے دنیا خالی نہیں رہ سکتی'
مولانا محمود نے حضور غوث الثقلین کے مناقب میں اسی نقطہ کی کئی ایک
طرح سے تشریح و تفسیر کی ہے اور پھر شیخ کل حضرت جیلانی رض کی حیات
با برکات کا مطالعہ آپ کی عظمت و بزرگی کے متوازی آپ کی تعلیمات
کی تفصیل پیش کی ہے اور یہ تمام باتیں اس وقت تک حاصل نہیں ہوتیں

تا وقتیکہ قرب حق کی فضیلت یا حضوری کی نعمت نہ ملے۔ مولانا محمود
نے شاعر کی حیثیت سے جہاں ان تمام باتوں کا لبطور خاص اہتمام رکھا
وہیں انہوں نے شاعری کی مختلف جہتوں کو بھی روبہ العمل لایا۔
بہار منقبت میں واقعی ربط و نسبت ایمان و ایقان کی بہار ملے گی
اور اس منثور حیات کی روشنی ملے گی جو نبی آخر مخبر صادق کے لائے
ہوئے دین حنیف خدائے لم یزل ولایزال کے محبوب کا دین ہے کیونکہ
حضور غوث الثقلین کا ایک شعر ہے جس میں آپ اپنے مقام و مرتبہ
کا اظہار فرما رہے ہیں ؎

وکل ولی لہ قدم وانی
علی قدم النبی بدر الکمال

مفہوم یہ ہے کہ ہر ولی کسی نہ کسی نبی کے نقش قدم پہ ہوتا ہے اور میں اپنے
جد محترم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم پہ ہوں
عبارت مختصر! بہار منقبت میں خصوصیت سے مناقب غوث الاعظم
کا جو التزام و اہتمام ملتا ہے وہ جہتم بالشان اعلیٰ اقدار کا حامل شاعرانہ
وصف سے زیادہ عقیدت محبت و مودت کا پرتو ئے نور لئے ہوئے
ہے ان قصائد میں جیسے کہ اوپر کہا گیا ہے حضور سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رض
کی پاکیزہ حیات تعلیمات نیز شانِ ولایت علم و عمل تقویٰ و طہارت غرض ہر
شعبہ حیات کی مکمل تصویر نظر آتی ہے یہاں میں اشعار کے انتخاب سے
محض اس لئے گریز کر رہا ہوں کہ ہر شعر اپنی جگہ منتخب و مستحسن ہے اور کیوں نہ ہو

کس کی جناب میں کہا گیا ہے دلدادگانِ معرفت کے لئے یہ انتخاب شعری خزینۂ نسبت کمال اِنس و محبت کا انعام ہے جبکہ خود شاعر کا یہ احساس ہوگا ؎

مری زباں سے مدح کہاں اس کی ہو سکے
توصیف میں ہے جس کی زبانِ قلم، قلم

ایک آخری بات اس گلدستۂ مناقب میں جو منقبتیں سید شہداء امام حسین اور سلطان الہند غریب نواز کہی گئیں ہیں اس بارے میں احقر نے محض اس لئے کچھ نہیں کہا کہ ان کا انداز بیان بھی مندرجہ بالا پیش کردہ خیالات سے جدا نہیں ان حضرات قدس سے متعلق جو بھی کہا گیا وہ عین ایمان اور محبت کی دلیل ہوگی۔ مجھے یقین واثق ہے کہ یہ جذبات شعری، عوام و خواص میں مقبول و دلپذیر ثابت ہوں گے اہل عشق اور صاحبان ربط و نسبت کے لئے تو یہ نعمت غیر مترقبہ سے جدا نہیں اپنی اس گفتگو کو مولانا محمودؔ صاحب کے اس شعر پر ختم کرتا ہوں میرا بھی مافی الضمیر ہے ؎

فدائے گُل یہ بلبل شمع پر محمودؔ پروانہ
مرا دل کشتۂ تیغ ادائے غوث اعظم ہے

ڈاکٹر عقیل ہاشمی ایم۔اے۔پی۔ایچ ڈی
ریڈر اردو عثمانیہ یونیورسٹی، اے پی

۱۰؍مئی ۱۹۸۹ء

سرفراز منزل 3-5-780/18/4/F
کنگ کوٹھی حیدرآباد۔ 500029 اے پی

حمدِ باری تعالیٰ

حقیقت ہے نہاں ہر وصف ہے لیکن عیاں تیرا
بہر مُنہ ذکر ہے تیرا بہر لب ہے بیاں تیرا
نظر میں تو نہیں آتا مگر ہر دل میں آتا ہے
یہی پہچان ہے تیری یہی ہے بس نشاں تیرا
تو خالق ہے تو رازق ہے تو قادر ہے تو مالک ہے
زمین و آسماں تیرے مکان و لامکاں تیرا
تو وہ صانع ہے جس کی صنعتوں کی دلفریبی پر
خرد کی نارسائی ہے ہوا اُس پر گماں تیرا
جو عالیشان تھے ان کا نشاں تک بھی نہیں باقی
رہے گا تا ابد باقی مگر نام و نشاں تیرا
بتا دیتا ہے پتّہ پتّہ تیری شانِ وحدت کا
ہے ذرّہ ذرّہ عالم کا ازل سے ترجماں تیرا
ہزاروں عندلیبانِ چمن ہیں نغمہ زن تیرے
نہیں محمودؔ ہی نغمہ سرا رطب اللّساں تیرا

دیگر

تری ذاتِ پاک ہے اے خدا تری شان جلّ جلالہٗ
نہیں تجھ سا کوئی ترے سوا تری شان جلّ جلالہٗ

جسے چاہا اس کو بنا دیا جسے چاہا اس کو مٹا دیا
ترے ہاتھ میں ہے فنا بقا تری شان جلّ جلالہٗ

تو کریم ہے تو رحیم ہے ترا فیض، فیضِ عمیم ہے
ترے فضل کی نہیں انتہا تری شان جلّ جلالہٗ

تو کبھی سمجھ میں نہ آ سکا تری کُنہ کوئی نہ پا سکا
تو ہے عقل و فہم سے ماورا تری شان جلّ جلالہٗ

ترے پہلے کوئی خدا نہ تھا نہ ہی بعد ہوگا کوئی خدا
تو ہی ابتدا تو ہی انتہا تری شان جلّ جلالہٗ

نعت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

محمد مصطفےٰؐ کو مظہر نورِ خدا کہئے
انھیں بدر الدجیٰ کہئے انھیں شمس الضحیٰ کہئے

خدا نے سب بیان فرما دیئے اوصاف حضرت کے
زباں ہے بند حیرت سے کہ اب کہئے تو کیا کہئے

امام الاولیں بھی وہ امام الآخریں بھی وہ
انھیں سے ابتدا کہئے انھیں پر انتہا کہئے

درِ خیر الوریٰ ہے مرکزِ جود و سخا اس کو
غریبوں کا سہارا بیکسوں کا آسرا کہئے

حقیقت میں جلاء ہو جاتی ہے آئینۂ دل کی
ثنائے کبریا کیجئے کہ مدحِ مصطفےٰ کہئے

ادب کا یہ قرینہ ہے عقیدت کا تقاضہ ہے
کہ جب ذکرِ نبی ہونے لگے صلّ علیٰ کہئے

مقامِ مصطفےٰ محمود ہے اتنا بلند جس کو
بشر کی قوتِ ادراک سے بھی ماورا کہئے

منقبت در مدح خلیفہ اول و دوم رضی اللہ عنہم



صدیق رضؓ میں تھی شانِ صداقت رسولؐ کی
فاروق رضؓ سے عیاں تھی عدالت رسولؐ کی

اپنی عمر میں ساتھ نہ چھوڑا رسولؐ کا
حاصل انھیں ابھی ہے معیّت رسولؐ کی

دونوں تھے شاہ طیبہ کے رنگ میں رنگے ہوئے
چھائی ہوئی تھی دونوں پہ رنگت رسولؐ کی

تھے یہ نمونہ [illegible]ت رسالت آپؐ کا
ہزراد بیٔے سے دیکھی تھی عادت رسولؐ کی

دولت جہاں کی ہیچ تھی ان کی نگاہ میں
دولت تھی ان کے پاس محبت رسولؐ کی

کرکے دلوں پہ سب کے حکومت دکھا دیا
ہوتی ہے ایسی طرزِ حکومت رسولؐ کی

لاریب ہوتے دونوں نبی اپنے دور میں
ہوتی اگر نہ ختم رسالت رسولؐ کی

تھا ذات مصطفٰے سے انھیں ربط اس قدر
چھوٹی نہ ان سے ادنیٰ بھی سنت رسولؐ کی

ان کے بلند حوصلوں کا حال کیا کہوں
تھی ان میں جذب جرأت و ہمت رسولؐ کی

اللہ یہ شرف اور یہ فضیلت یہ مرتبہ
ہوتی تھی ان کی دید سے رؤیت رسولؐ کی

ان کی ادا ادا سے تھی محمود بس عیاں
ہر ہر قدم پہ فہم و فراست رسولؐ کی

○

منقبت حضرت ذوالنورین خلیفۃ المسلمین سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ

صاحبِ عرفان جامع قرآں سیدنا عثمانِ غنی
دین کے حامی اور نگہبان سیدنا عثمانِ غنی

آپ کے حلم و حیا پہ ملائک کو بھی خجالت ہوتی تھی
کیوں نہ ہوں سب آپ پہ قرباں سیدنا عثمانِ غنی

اپنی دولت ساری لٹا دی آپ نے اسلام پہ آنے ہی دی
کتنا بڑا ہے آپ کا احساں سیدنا عثمانِ غنی

خطرے میں گھر کے بھی نہ چھوڑی قربت اپنے آقا کی
عاشقِ صادق خسروِ خوباں سیدنا عثمانِ غنی

اپنے دست کو آپ کا دست ٹھہرایا رسول اکرمؐ نے
سب نے کی جب بیعتِ رضواں سیدنا عثمانِ غنی

آپ کے مرقد اور حرم کے درمیاں جنت کی ہے زمیں
سرورِ عالم کا ہے یہ اعلان سیدنا عثمانِ غنی

معدنِ فیض، حلم و ہمم میں سرتا پا انصاف و کرم ہیں
جُود و سخا ہے آپ پہ نازاں سیدنا عثمانِ غنی

آپ کے گھر دو لختِ جگر سرکارِ دو عالم کے آئے
کیسے آقا بھی تھے مہربان سیدنا عثمان غنی
آپ کی شان بیاں کرنے کی جرأت کیا محمود کرے
سرورِ عالم جب ہیں ثنا خوان سیدنا عثمان غنی

مدحت حضرت ابوتراب سیدنا علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ

حوصلہ کس کا کہے جو مدح خوانِ بوترابؓ
ہے زبانِ مصطفےٰ پر وصفِ شانِ بوترابؓ
بات کعبہ میں ولادت سے سمجھ میں آگئی
یہ بتانا تھا کہ کعبہ ہے مکانِ بوترابؓ
لحمک لحمی ہو یا من کنت مولا کی حدیث
کہہ رہی ہیں صاف یہ اعلان شانِ بوترابؓ
سر جھکانے سے یہاں کھلتا ہے بابِ معرفت
سجدہ گاہ عارفاں ہے آستانِ بوترابؓ
رہنمایانِ شریعت، رہبرانِ معرفت
سچ اگر پوچھو یہ سب ہیں وارثانِ بوترابؓ
دورِ ماضی ہو کہ مستقبل کہ دورِ حال ہو
ہر زمانے میں رہے گی داستانِ بوترابؓ

گلشنِ بغداد ہو یا گلشن اجمیر ہو
ہر چمن میں ہیں عنادل نغمہ خوانِ بوترابؓ
ہم نشیں نہج البلاغہ کی فصاحت کیا کہوں
لطف دیتی ہے عجب طرزِ بیان بوتراب
در پہ آئے مانگنے ذکر آگیا قرآن میں
زندگی پائی دوامی پاکے نانِ بوتراب
صاحبانِ دل کا کہنا ہے مرا کہنا نہیں
کوئی نظروں میں نہیں آتا بشانِ بوتراب
کوہ پیما مشکلیں اُڑ جائیں تنکوں کی طرح
مل ہی جاتا ہے لبِ معجز بیانِ بوتراب
یہ ملا محمود حق سے ثمرہ حبِّ علی
ہو گئے مطلوبِ حق سب طالبانِ بوتراب

دیگر

مدحِ حضرت حیدر فاتح خیبر کرم اللہ وجہہٗ

فاتحِ بابِ ولایت حیدرؓ
صدرِ ایوانِ امامت حیدرؓ

مطلعِ شمسِ ولایت حیدرؓ
نیّرِ بُرجِ کرامت حیدرؓ

مالک و خسروِ اقلیمِ عطا
صاحبِ تاجِ سخاوت حیدرؓ

ہوئی کعبہ میں ولادت تیری
اور مسجد میں شہادت حیدرؓ

پائی صورت بھی وہ صورت کہ جسے	دیکھنا بھی ہے عبادت حیدرؓ
میرے حق میں ہے طوافِ کعبہ	تیرے روضے کی زیارت حیدرؓ
مجھے دیوانہ بنایا اپنا	دل مرا باد فدایت حیدرؓ
میرے ہر درد کی ہر غم کی دوا	تیری اک چشم عنایت حیدرؓ

تیرے محمودؔ کو اب کیا ہے کمی
آستاں تیرا سلامت حیدر

دیگر

درشان حضرت ابوتراب علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ

مستِ مئے بوتراب ہستم	گوئی کہ خم شراب ہستم
محتاجِ طرب نیم بذکرش	خود بر لب و خود رباب ہستم
دریا بہ کنارِ خویش دارم	ہر چند کہ یک حباب ہستم
اندیشۂ دو جہاں ندارم	وابستۂ آں جناب ہستم
ہر غمزۂ او چناں بگوید	لاریب کہ لاجواب ہستم
در دیش بہ تصورست بودم	بیدار نیم بخواب ہستم
رو بیند نما کہ در فراقت	از آتشِ غم کباب ہستم
ہر ذرۂ خاکِ آستانش	گوید کہ من آفتاب ہستم

محمودؔ ہمیں بس است او جم
خاکِ درِ بوتراب ہستم

مدحِ مولائے کائنات

بہت دشوار سمجھے تھے جسے نکلی وہی آساں
علی سائل گیا رہبر تو منزل ہو گئی آساں

انہی سے فتح بابِ علم بھی عرفاں بھی حکمت بھی
انہی کی ذات سے ہر عقدۂ دشوار بھی آساں

بہت دشوار ہے یہ بھی بہت دشوار ہے وہ بھی
نہ عرفانِ نبیؐ آساں نہ عرفانِ علی آسان

علیؑ کی ذات سے نسبت ہے حل سارے مصائب کا
فقط اک ربط ان سے اور ساری زندگی آساں

بہت مہنگی پڑی شیرِ خدا سے سرکشی ان کی
جو نادانی سے سمجھے تھے ہے انکی دشمنی آساں

رہِ فرزانگی پُر پیچ اور مشکل نظر آئی
دکھایا تجربے نے ہے رہِ دیوانگی آساں

علیؓ کی پاک ستھری زندگی کو بھی تو اپناؤ
ہے کہہ دینا فقط ہم ہیں غلامانِ علیؓ آساں

کسی کو اُن سے دُوری اور کسی کو اُن سے نزدیکی
کسی کی زندگی مشکل کسی کی زندگی آساں

علاج دردہائے نہانی تھا بہت مشکل
علیؓ کی دستگیری سے یہ مشکل بھی ہوئی آساں

غلام اُن کے کبھی مشکل میں گھبرایا نہیں کرتے
کہ کر دیتے ہیں ہر سختی کو اپنی خود علیؓ آساں

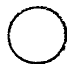
فقط میری زبان سے یا علی محمود نکلا تھا
بلائیں ٹل گئیں ہر ایک مشکل ہو گئی آساں

مدحِ سیدنا علی کرم اللہ وجہہ

آئینۂ انوارِ نبیؐ شیرِ خدا ہیں
اوصاف و کمالات وہی جلوہ نما ہیں

صورت وہ ملی دیکھنا جس کو ہے عبادت
سیرت بھی وہ پائی ہے کہ سب اس پہ فدا ہیں
ہر بزم طریقت کی ان ہی سے ہے منوّر
مشکوٰۃ نبوّت کی یہ تابندہ ضیا ہیں
کعبہ میں ولادت ہوئی مسجد میں شہادت
ثابت ہوا ہر وقت یہ واصل بخدا ہیں
تطہیر کی آیت کی ہے پاکی پہ گواہی
اور دہر ہے شاہد کہ علی بحر سخا ہیں
کھلتی ہیں یہاں رشتۂ تقدیر کی گرہیں
ہر عقدہ یہ کہتا ہے علی عقدہ کشا ہیں
مصقل ہے دلوں کے لئے گرد ان کے قدم کی
لاریب علی کعبۂ ارباب صفا ہیں
منزل کا وہی راستہ سیدھا ہے کہ جس پر
اس رہبر کامل کے نقوش کف پا ہیں
فرمانِ نبیؐ ہے کہ ہے حق ساتھ علی کے
حق ان سے جدا ہے نہ علی حق سے جدا ہیں
کعبہ کا ہے کہنا کہ علی سا نہیں زاہد
خیبر کا ہے کہنا کہ علی شیر خدا ہیں

ہیں جس کا ہوں مولا تو علی اس کے ہیں مولا
اعلان یہ اُن کا ہے جو محبوب خدا ہیں
پروا نہیں دشمن ہے اگر سارا زمانہ
وہ سینہ سپر ہیں تو سبھی تیر خطا ہیں
محمودؔ ادا وصفِ علیؓ ہو نہیں سکتا
جو مدح بھی کی جائے علیؓ اس سے ورا ہیں



مدح مولائے کائنات سیدنا علی کرم اللہ وجہہ

دلم زندہ شد از ولائے علیؓ
ہمہ جسم و جانم فدائے علیؓ
چو سازِ حیاتم نفس می زند
بہر دم بر آید صدائے علیؓ
تمنائے دارد جدا ہر کسے
تمنائے من شد لقائے علیؓ
خوشا دل کہ مست از مئے عشق وے
خوشا سر کہ دارد ہوائے علیؓ
گدائے درش فیض بخش جہاں
زہے بذل وجود و سخائے علیؓ

ز حیدر ثنائے محمد شنو
شنو از محمد ثنائے علیؓ

شب ہجر بودہ عجب ماجرا
بجائے نبیؐ بود جائے علیؓ

ببیں مصطفیٰ مرتضیٰ راجدا
رضائے محمدؐ رضائے علیؓ

ولائے علیؑ ہر مرض را دوا
زہے آنکہ دارد ولائے علی

ز طوفاں سفینہ سلامت رود
کہ داریم ما ناخدائے علیؓ

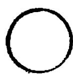
بغم ہا علیؓ خود مسیحا شود
خوشا آنکس کہ شد مبتلائے علیؓ

علیؑ ہست ملجا و ماوائے ما
نداریم ما ما سوائے علی

ز فضل خدا ہم بروز جزا
بباشیم زیر لوائے علیؓ

زہے سطوت و جاہ شیر خدا
ہر سرکشاں زیر پائے علیؓ

نه مشکل نداریم خوف و خطر
بداریم مشکل کشائے علی
بمنزل رسیدیم ما بے خطر
که بُد خضر ما نقش پائے علی
زہے نسبت من زہے بخت من
علی بہر من۔ من برائے علی
جہاں بر نصیبم حسد می کند
که محمود ہستم گدائے علی



یا علی در دو جہاں مشکل کشائے ما توئی
مشکل ما نیست مشکل حل برائے ما توئی
پیشوائے عارفاں ہم رہنمائے گمرہاں
دستگیر بیکساں حاجت روائے ما توئی
در حقِ ما یک نگاہِ تست پیغامِ حیات
سوئے ما بنگر که درمان و دوائے ما توئی
زورقِ ما گرچه افتاده به گرداب بلا
نیست از طوفاں خطر چوں ناخدائے ما توئی

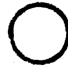
شد دلِ عالم اسیرِ حلقۂ گیسوئے تو
آں کہ بردہ جان و دل اے دلربائے ما توئی

جاں توئی جاناں توئی ارماں توئی ایماں توئی
کعبۂ دل قبلۂ جاں مدعائے ما توئی

لحمک لحمی بگفت چوں بشارت مصطفےٰ
برتر از وصف و بالا از ثنائے ما توئی

ذاتِ تو بر عظمتِ انساں گواہی می دہد
در جہانِ آدمیت ارتقائے ما توئی

بر درِ تو آمدہ محمود درمانش بکن
اے کہ چوں بیماریٔ غم را شفائے ما توئی



در منقبت مولائے کائنات سیدنا علی کرم اللہ وجہہ

سچ جھوٹ وہی ہے اور وہی آب و تاب ہے
ذاتِ علی میں شانِ رسالت مآب ہے

کیا فیض آستانِ شہ بوتراب ہے
جو ذرہ اس گلی کا ہے وہ آفتاب ہے

دنیا و دیں کی بٹتی ہیں اس در سے نعمتیں
وہ خوش نصیب ہے جو یہاں باریاب ہے

کوئی ولی ہو غوث ہو یا قطب و فرد ہو
وہ اس مقام فیض سے ہی فیض یاب ہے
بے حد و بے حساب سہی مشکلیں مگر
مشکل کشا کا بھی تو کرم بے حساب ہے
ہے آب آب زہرۂ شجاعانِ دہر کا
وہ دبدبہ علی کا ہے وہ رعب داب ہے
نکلا جو ذوالفقار کبھی رن میں نیام سے
معلوم ہوا کہ آج ہی یوم الحساب ہے
حُبِّ علی وسیلۂ فتح و ظفر بنا
اُن کا محب ہر ایک جگہ فتحیاب ہے
ارکانِ خمسہ ہی نہیں لازم پئے نجات
ساتھ حُبِّ پنجتن بھی شریک نصاب ہے
سیرت کا ان کی وصف بیاں کیا کوئی کرے
صورت بھی جن کی دیکھنا کارِ ثواب ہے
دونوں جہاں کی بازی ہے اے محمود اس کے ہاتھ
دامانِ مرتضےٰ سے جسے انتساب ہے



ازل سے ہے مری وابستگی دامانِ حیدرؓ سے
غلامی ہے اسی در کی پلا ہوں میں اسی گھر سے

جب ہمت پست ہو جاتی ہے یاس و نامرادی سے
بلند اس وقت ہوتے ہیں عزائم نام حیدرؓ سے

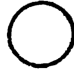
علیؑ اور فاطمہؓ کے حال پر فضل خدا دیکھو
عطا فرزند کئے بھی تو کئے شبیرؓ و شبرؓ سے

مقام ان کا سمجھنا ہو تو بس اس سے سمجھ جاؤ
فضیلت ہاتھ آئی ہے انہیں آغوش مادر سے

عداوت کر کے اہل بیت کی کس منہ سے کرتے ہو
شفاعت کی توقع کو نیو ذاتِ پیمبر سے

کلیجہ منہ کو آتا ہے تو سینہ پھٹنے لگتا ہے
عجیب طوفان غم ہوتا ہے برپا ادھر ادھر سے

تلاطم میں سفینہ ہے اگر محمودؔ کیا پروا؟
بنایا ہم نے بھی ہے بادباں زینب کی چادر سے



از مشرق تا بہ غرب ولایت علیؓ کی ہے
نافذ دلوں پہ سب کے حکومت علیؓ کی ہے
ہر سلسلہ میں جاری ہے فیضان بوتراب
پیرو ہیں جس کے سب وہ طریقت علیؓ کی ہے
مولائے کائنات بھی ہیں باب علم بھی
ہر فضل کہہ رہا ہے فضیلت علیؓ کی ہے
کیا کہئے خود ہے نام علیؓ ہی سے آشکار
معراج کمال پہ عظمت علیؓ کی ہے
ہے دیکھ لینا جس کو عبادت کے حکم میں
وہ رُوئے بوتراب وہ صورت علیؓ کی ہے
سورج پلٹ کے آیا ہوئی جب قضا نماز
یہ طاعت نبیؐ یہ عبادت علیؓ کی ہے
ان کے فقیر زمرۂ لایحزنوں میں ہیں
ہیں مطمئن کہ پشت پہ قوت علیؓ کی ہے

ہر معرکہ میں بازی یقیناً ہے ان کے ہاتھ
جن کے شریک حال حمایت علیؓ کی ہے

نام ان کا لب پہ آتے ہی ٹل جاتی ہے بلا
اس وقت بھی یہ زندہ کرامت علیؓ کی ہے

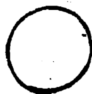
ہے تا ابد اگر حق و باطل کا معرکہ
پھر تا ابد ضرور ضرورت علیؓ کی ہے

مرحب سے پوچھو قوت بازوئے حیدری
خیبر سے پوچھ کیسی شجاعت علی کی ہے

تفسیر میں ہے کونوا مع الصادقین سے
اللہ کی مراد معیّت علیؓ کی ہے

ہر جہت ہر مقام میں القصّہ مختصر
ہر اعتبار زیست سے شہرت علیؓ کی ہے

محمودؔ میرے پاس متاع جہاں نہیں
لیکن خدا کے فضل سے نسبت علی کی ہے



مدحتِ سیدة النساء العالمین جگر گوشۂ رحمۃ للعالمین

اللہ اللہ ایں علو و رفعتِ بنتِ رسولؐ
باعثِ صد افتخار است نسبتِ بنتِ رسولؐ

بضعۃ منّی بگفتہ فاطمہ را مصطفیٰ
قسمتِ ہر کس نہ شد ایں عظمتِ بنتِ رسولؐ

مادرِ حسنینؑ ہست و زوجۂ شیرِ خدا
شانِ سادات ست و شان و شوکتِ بنتِ رسولؐ

از خطابِ "سیّدہ" معلوم شد ہر فرد را
ہست بر ہر فرد الزام حرمتِ بنتِ رسولؐ

آرزو داری اگر بودن بعالم کامراں
پرورش کن در دلِ خود الفتِ بنتِ رسولؐ

چشم دارم کہ بروز داوگیر محمود ہم
حشر ایمن زیرِ ظلِ رایتِ بنتِ رسولؐ

بمدحت سید الشہداء جگر گوشۂ زہرہ سیدۃ النساء العالمین

امام ہمام سیدنا حسین بن علی شہید کربلا رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین

نہ طالب جاہ و حشمت کا نہ سائل سیم و گوہر کا
ہے کُل دنیا سے مستغنی گدا شبیرؓ کے در کا
نہیں ہرگز نہیں ہے خوف دار و گیر محشر کا
رہے گا ہاتھ میں دامن مرے سبطِ پیمبر کا
صلہ شاید ملا ہے یہ غم شبیر و شبرؓ کا
دُرِ شہوار ہے ہر اشک میرے دیدۂ تر کا
حسین ابن علی سبط نبی کا پوچھنا کیا ہے
جمال احمدؐ کا سیرت فاطمہؓ کی علم حیدرؓ کا
تصدق ہو کے شہ کے یہ حُر جانباز کہتے تھے
ستارہ اوج پر ہے آج تو میرے مقدر کا
جب اکبرؓ رن میں آئے ہو گیا معلوم اعداء کو
ہزاروں پر ہے بھاری ایک تن شبیرؓ کے گھر کا

شہِ مظلوم کے ہمراہیوں کا واہ کیا کہنا
قدم راہِ وفا میں اک قدم ان کا نہیں سرکا

بچھا ور جان اپنی کر رہے تھے شہ کے قدموں پر
نہ پروا انکو جاں کی تھی نہ انکو ہوش تھا سر کا

لڑے اعداء سے شیروں کی طرح جب تک رہے زندہ
دلایا یاد ان کو بار دیگر شیرِ مادر کا

فدائی جب فدا جاں کر چکے تھے شہ کے قدموں پر
نہ جانے حال کیا اس دم تھا شہ کے قلبِ اطہر کا

کئی صدمے سہے لیکن نہ شہ سے اٹھ سکا صدمہ
علی اصغرؑ علی اکبرؑ کا عباسِ دلاور کا

اُدھر مفسد اِدھر مصلح اُدھر ناقص اِدھر کامل
اُدھر کثرت اِدھر قلت تھا لڑنا کب برابر کا

اُدھر دولت بھی طاقت بھی حکومت بھی سیاست بھی
اِدھر کا ہر سپاہی تھا مثنیٰ بس ابوذر کا

خدا جانے کہ ہیں کیا مرتبے ان پاکبازوں کے
کہ جن سے نام قائم رہ گیا دینِ پیمبرؐ کا

خدا شاہد غذائے روح و ایماں یاد ہے ان کی
ہے حاصل لطف ان کے ذکر میں یادِ مکرّر کا

الٰہی واسطہ ان کربلا کے بھوکے پیاسوں کا
الٰہی واسطہ سوکھے ہوئے حلقوم اصغر کا
عنایت کر ہمیں بھی جذبہ ایثار و قربانی
بنا ہم کو بھی قابل خدمت دین پیمبر کا
الٰہی کر عطا ہم کو بھی زور بازوئے حیدر
نظر آجائے پھر دنیا کو نقشہ فتح خیبر کا
حفاظت دین کی ہم کر سکیں دے اہلبیت ایسی
چمن میں دور دور پھر چلا ہے بادِ صرصر کا
چلا نقش قدم پر حضرت شبیر کے ہم کو
رہے ہر وقت دامن ہاتھ میں آل پیمبر کا
نکالیں حوصلے دل کے منا کر یوم شہداء ہم
ناممکن ہے ہم سے بھول جانا غم بہتر کا
کریں آہ و فغاں تو بوجھ شاید دل کا ہلکا ہو
بہیں آنسو تو پورا ہو تقاضا دیدۂ تر کا
نہیں ہیں مجلسیں یہ یوں بھی خالی خیر و برکت سے
کہ ان میں ذکر ہوتا ہے شہیدانِ دلاور کا
غم شبیرؑ میں محمودؔ جو آنسو بہاتے ہیں
ملے گا ساقیؑ کوثر سے ان کو جام کوثر کا

بحضورِ خلاصۂ اہلِ عبا شہید کربلاؑ

آنچہ گذشت بر شہ صدق و صفا مپرس
آں حشر خیز معرکۂ کربلا مپرس
آں پیکرِ لطیف چہ گویم چہ طور شد
رنگیں ز خونِ خویش بجائے حنا مپرس
آں انتہائے صبر کہ شبیر می نمود
در انتہائے شدتِ کرب و بلا مپرس
بر ساحلِ فرات نوشتہ ز جوئے خوں
در سے کہ شد چہ طور بما رہنما مپرس
زاہلِ کرم ہمیشہ متاعِ کرم بجو
ایں نعمتے ز خو گرِ جور و جفا مپرس
خواہی ز حبِّ احمد آتش سوال کن
از نیک و بد صواب و خطائے خدا مپرس
محمود ہچو اہلِ رضا خواہی زیستن
کن اختیار دردِ مطلق دوا مپرس

مدح حضرت سید الشہداء امام حسین علیہ الصلوٰۃ و السلام

جلالِ مرتضوی، حُسنِ مصطفےٰ کی قسم
حسینؑ سا نہ ہوا کوئی پھر خدا کی قسم

گواہ آیتِ تطہیر جس کے زہد پہ ہو
زمانہ کھائے نہ کیوں اس کے اتقا کی قسم

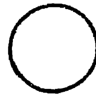
طفیلِ شاہ جو مانگی دعا وہ بر آئی
لبِ سوال کی سوگند، مدعا کی قسم

فقط زباں سے مری یا حسینؑ نکلا تھا
بلائیں ٹل گئیں سب شاہِ کربلا کی قسم

یہ وہ جگہ ہے جہاں لُطف جبہ سائی ہے
مری جبیں کی قسم ان کے نقشِ پا کی قسم

وہ شہ نے دادِ وفا دی کہ سارے اہلِ وفا
لیا کریں گے اب اس جذبہ وفا کی قسم

نہیں حسین کا محمودؔ غم تو کچھ بھی نہیں
ولائے اہلِ عبا، محبتِ مصطفےٰ کی قسم



مرکزِ رشد و ہدایت ہیں حسینؓ — پیکرِ حق و صداقت ہیں حسینؓ

عقل و دانش کی نہایت ہیں حسین — دین و ایماں کی فراست ہیں حسینؓ

جانشینِ حیدرؑ کرار ہیں — صدرِ ایوانِ امامت ہیں حسینؓ

ہر صفت میں ہیں یہ آپ اپنا جواب — شاہکارِ دستِ قدرت ہیں حسینؓ

خاص طبقہ کا یہ سرمایہ نہیں — سب جہاں والوں کی دولت ہیں حسینؓ

ہر زمانے میں یزیدی فوج ہے — ہر زمانے کی ضرورت ہیں حسینؓ

کربلا کا ذرہ ذرہ ہے گواہ — کوہِ صبر و استقامت ہیں حسینؓ

جو مٹانا چاہتے تھے مٹ گئے — آج تک لیکن سلامت ہیں حسینؓ

تا قیامت جھک گیا باطل کا سر — کیسی بالادست قوت ہیں حسینؓ

نام تھا ان کا نبیؐ کا کام تھا — اس حقیقت کی شہادت ہیں حسینؓ

کاروانِ زندگی ہے ان کے ساتھ — قافلہ سالارِ امت ہیں حسینؓ

ساری دنیا آپ کی ممنون ہے — سب کے حق میں ابرِ رحمت ہیں حسینؓ

اس سے بڑھ کر اور کیا ہوگا مقام — راکبِ دوشِ نبوت ہیں حسینؓ

اس کا اے محمودؔ ہے کیا پوچھنا
جس کی قوت اور طاقت ہیں حسین

مدح سید الشہدا حضرت امام حسین رضی اللہ عنہٗ

زبانِ شوق نے میری لیا جو نام حسینؓ
فرازِ عرش سے آنے لگا سلام حسینؓ

مقامِ شاہ جو سمجھے تو کوئی کیا سمجھے
کہ ہر مقام سے ہے ماورا مقام حسینؓ

ہے یہ وہ دریا کہ جس کا کوئی کنارہ نہیں
بیاں ہو کیا صفت جود و فیضِ عام حسینؓ

نظر میں اس کی مقام شہنشہی کیا ہے
ہے جس کے پیش نظر شوکت غلام حسینؓ

نبیؐ نے دوش پہ لے کر بتا دیا سب کو
کہ دوشِ ختم نبوت پہ ہے مقام حسینؓ

ثنائے شاہ کو لازم ہے قدسیوں کی زباں
کجا میں ہیچ مدان و کجا مقام حسینؓ

گزر گئی کئی صدیاں مگر یہ عالم ہے
فضا میں گونج رہا ہے ابھی پیام حسینؓ

نظام برہم عالم ابھی سنبھل جائے
جو صدقِ دل سے ہوں سب پیرو نظام حسینؓ

چہ نسبت ست بہ رندی صلاح و تقویٰ
کجا مقامِ یزید و کجا مقامِ حسینؓ

یہ وہ نشہ ہے جو سر سے اتر نہیں سکتا
کہ میں ازل سے ہوں محمود مستِ جامِ حسینؓ

حسینؓ ابن علیؓ

اساسِ منزلِ عرفاں حسینؓ ابن علیؓ
بنائے کعبۂ ایماں حسینؓ ابن علیؓ

اسیرِ رنج و بلا ہم قتیلِ تیغِ جفا
غریب و بے سر و ساماں حسینؓ ابن علیؓ

بیا بیا و بہ میدانِ کربلا بنگر
بہ خاک و خوں شدہ غلطاں حسینؓ ابن علیؓ

سپرد جانِ عزیزش بہ صبر و استقلال
نکرد شیون و افغاں حسینؓ ابن علیؓ

"چہ نسبت ست بہ رندی صلاح و تقویٰ را
کجا یزید کجا آں حسین ابن علی

بہ ہمت تو بہ عزم تو آفریں گویند
چہ کافر و چہ مسلماں حسینؓ ابن علیؓ

نہ داد دست بدستِ یزید و جاں دادی
فدائے تست دل و جاں حسینؓ ابن علیؓ

فدائے خشک دہانت نثار تشنہ لبت
ہزار چشمۂ حیواں حسینؓ ابن علیؓ

برزم گاہ چو رفتی گماں شدہ بہ زمیں
فرود شد مہ تاباں حسینؓ ابن علی

ز چشم قطرۂ خوں چوں فشاندم بہ غمت
بگشت لعل بدخشاں حسینؓ ابن علیؓ

ز دار و گیر قیامت چہ خوف چوں دارم
ترا بہ پلۂ میزاں حسینؓ ابن علیؓ

در عشق تو بزیم در خیال تو میرم
ہمیں ست حسرت و ارماں حسینؓ ابن علیؓ

تما بدیدم و یاد رخت نگہ کردم
جمال ختم رسولاں حسین ابن علی

خوشا نصیب کہ محمود در دلش دارد
ولائے شاہِ شہیداں حسین ابن علی

دیگر

امام حق و صداقت حسینؓ یاد آئے

نہال باغ رسالت حسینؓ یاد آئے
گلِ شگفتۂ جنت حسینؓ یاد آئے

مر کے چشمے لہو کے چشمے ابلنے لگے نگا ہوں سے
جو آیا یہ یوم شہادت حسین یاد آئے
نظر میں پھر گیا میدان کربلا کا سماں
اُٹھا جو شور قیامت حسین یاد آئے
خوش آمدید کہوں کیوں نہ ہر مصیبت کو
جب آئی کوئی مصیبت حسین یاد آئے
نکلنے والا تھا ہاتھوں سے صبر کا دامن
خدا کی دیکھئے قدرت حسین یاد آئے
مواقع پہلے بھی آئے کہ دشمنوں کو بھی
امام حق و صداقت حسین یاد آئے
کبھی زمانے میں باطل نے جب اٹھایا سر
تو اہل حق کو بہ عجلت حسین یاد آئے
جو بات نکلی سخاوت کی یاد آئے حسنؑ
ہوا جو ذکر شجاعت حسین یاد آئے
کیا جو سجدہ تو یاد آیا سجدہ شبیر
ہوا جو ذکر عبادت حسین یاد آئے
یہ اتفاق ہوا بیشتر صحابہ کو
نبی کی دیکھ کے صورت حسین یاد آئے

میری رگوں میں بھی محمودؔ ہے لہو ان کا
بہر دم اس لئے حضرت حسین یاد آئے

نذرِ حسینؓ

حسینؓ ابن علی وہ شاہکار فضل ربانی
کہ جن کی ذات پر نازاں رہے گی نسل انسانی
سیادت فخر کرتی ہے ہمیشہ جن کی سیرت پر
شجاعت دست بستہ کر رہی ہے جس کی دربانی
ہیں طوفانِ حوادث بھی مقابل آپ کے لرزاں
جفا اور جور کے آگے جھکی نہ جن کی پیشانی
لٹا کر راہِ حق میں سارے گھر کو جان بھی دیدی
کسی فرد بشر سے ہوسکی ایسی نہ قربانی
بہا کر خون اپنا نخلِ دیں کی آبیاری کی
نہ تھی مقصود سلطانی نہ منشا تھا جہانبانی

حسینیت یزیدیت کی رہ میں ہو گئی حائل
عطا ان کو ہوئی تھی دینِ برحق کی نگہبانی

شہید ہو کر سر اونچا کر دیا حق و صداقت کا
رگڑوا دی جہاں کی خاک پر باطل کی پیشانی

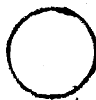
حسینی پاکبازوں سے یزیدیوں کو کیا نسبت
کجا انفاس رحمانی کجا انفاس شیطانی

نبیؐ کے اُمتی سبطِ نبیؐ کے ہو گئے قاتل
چو کفر از کعبہ برخیزد کجا ماند مسلمانی

مصائب میں بھی پیشانی پہ بل شہ کے نہیں آیا
سکونِ قلب حاصل تھا نہ تھی کوئی پریشانی

نہ کیوں ہو قابلِ تقلید ہر قول و عمل ان کا
تھا ان کی زندگی کا ہر ورق تفسیر قرآنی

حق و باطل کی باہم کشمکش محمود رنگ لائی
ہوئے نابود دشمن اور حسینؓ ابتک ہیں لافانی



ہم جہاں سے یوں غمِ شبیر و شبر لے چلے
ساتھ اپنے چشمِ گریاں قلبِ مضطر لے چلے

دردِ پیہم، حال برہم، شورِ ماتم، چشمِ نم
حشر میں بخشش کو یہ سامانِ محشر لے چلے

سب چلے ہمراہ لے کر اپنی اپنی نیکیاں
ہم جہاں سے اُلفتِ آلِ پیمبر لے چلے

نذر دیں گے ہم بھی اپنے قطرہائے رشک کی
روضۂ سرور پہ گر اپنا مقدر لے چلے

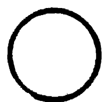
قدسیوں کو بھی مری حالت پہ رشک آنے لگا
ساقیٔ کوثر مجھے جب سوئے کوثر لے چلے

ہو گئی ہیچ اس کے آگے شورشِ روزِ نشور
کربلا کا اپنی آنکھوں میں جو منظر لے چلے

صبر و استقلال و جرأت ہمت و مردانگی
کربلا کی سمت یہ سامان سرور لے چلے

آب آب پانی ہو گیا تھا شرم سے رودِ فرات
مشک ہاتھوں جو عباسِ دلاور لے چلے

بندۂ عید رہوں میں محمود مجھ کو بعدِ مرگ
ساتھ اپنے سوئے جنت آ کے حیدر لے چلے



حسینؓ کیا کہوں دنیا کو کیا دیا تم نے
متاعِ عشق دی بھر و فا دیا تم نے

نہ صرف مال و متاع اپنی جان تک دیدی
خدا کی راہ میں سب کچھ لٹا دیا تم نے

اصول کے لئے بازی لگا کے تن من کی
وقارِ ملت بیضا بڑھا دیا تم نے

تمہارے سر کو نہ سرکش جھکا سکے لیکن
سرِ غرورکو ان کے جھکا دیا تم نے

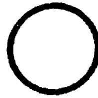
مبارک ہاتھوں سے بنیاد عدل کی رکھدی
بنائے ظلم کو یک لخت ڈھا دیا تم نے

رہِ خدا میں فنا ہو کے زندگی پائی
حیات و موت کو یکجا دکھا دیا تم نے

تمہاری ذات سے کتنوں نے روشنی پائی
سیاہ قلوب کو بھی جگمگا دیا تم نے

زمانہ آج تمہارا ہی کلمہ پڑھتا ہے
دلوں پہ سب کے وہ سکہ بٹھا دیا تم نے

زباں سے کس طرح محمود اس کا شکر کرے
کہ اس کو بندۂ احساں بنا دیا تم نے



حسین شمع ہدایت جلانے آئے تھے
جہاں سے ظلمتِ باطل مٹانے آئے تھے

رضائے حق کے مطابق تھی زندگی ساری
مصیبتوں میں بھی ہمت نہ شاہ نے ہاری
وہ آڑے وقت میں بھی مسکرانے آئے تھے
حسین شمعِ ہدایت جلانے آئے تھے

جفا و جور کے آگے سر ان کا جھک نہ سکا
قدم بڑھا جو صداقت کی سمت رک نہ سکا
بدی کے قلعوں کو شبیر ڈھانے آئے تھے
حسین شمع ہدایت جلانے آئے تھے

حقیقی فتح تھی ان کی شکست باطل کی
جسے عزیز ترین جان دے کے حاصل کی
حسین فتح کا پرچم اڑانے آئے تھے
حسین شمع ہدایت جلانے آئے تھے

بلائیں جتنی بھی آئیں خوشی سے جھیل گئے
رضائے حق کے لئے اپنی جان پہ کھیل گئے
لہو میں ڈوب کے سب کو ترانے آئے تھے
حسین شمع ہدایت جلانے آئے تھے

حسین اور مقابل حریف سے ڈرتے
وہ اور شکوۂ تشنہ لبی بھلا کرتے
وہ سب کو بادۂ کوثر پلانے آئے تھے
حسین شمع ہدایت جلانے آئے تھے

حسین واقف اسرار علم و حکمت تھے
حسین ہادیٔ دین رہبر طریقت تھے
نگاہ و دل کو مسلمان بنانے آئے تھے
حسین شمع ہدایت جلانے آئے تھے

رگوں میں پھونک کے مُردہ تنوں کے رُوحِ حیات
دلوں میں غُلِّ وفا کے اُبھار کر جذبات
شعورِ مِلّتِ بیضا جگانے آئے تھے
حسین شمعِ ہدایت جلانے آئے تھے

گھر اپنا سارا لٹایا سخاوت ایسی ہو
لگا دی جان کی بازی شجاعت ایسی ہو
اسی ڈگر پہ جہاں کو چلانے آئے تھے
حسین شمعِ ہدایت جلانے آئے تھے

حسین کی تھی شہادت پیامِ مرگِ یزید
حسین ہو گئے محمود زندۂ جاوید
یہی حقیقتِ کبریٰ بتانے آئے تھے
حسین شمعِ ہدایت جلانے آئے تھے



مدحِ حضرت شہیدِ کربلا امام حسینؑ

آمد ہوئی رن میں جو حسین ابنِ علی کی
تصویر اُتر آئی نگاہوں میں نبیؐ کی

سبطین علی نور کے سانچے میں ڈھلے ہیں
صورت ہے پیمبر کی تو سیرت ہے علی کی

معیار شرف دامن حسنین سے نسبت
در اصل کسوٹی ہے یہ عالی نسبی کی

یہ دین خدا کی ہے ہر یک پا نہیں سکتا
حیدر سا پسر، تربیت آغوش نبی کی

دولت ہے محبت بخدا آل عبا کی
لیکن یہ فقط حصہ ہے قسمت کے دھنی کی

اعدائے شہ کرب و بلا ہی کو مبارک
اطوار یزیدی کے روش بولہبی کی

کس منہ سے سوال اپنی شفاعت کا کرو گے
اے کوفیو کس ذات گرامی سے بدی کی

نادان! ہیں یہ ساقی کوثر کے نواسے
یہ اور شکایت نہ بزبان تشنہ لبی کی

جو ہو گئے رن میں شہ ذی شان پہ تصدق
سچ پوچھو تو تقدیر ہے تقدیر انہی کی

بخشش کے سوا حُر کو ملا شرف محبت
اللہ غنی شان کریم النفسی کی

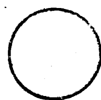
شبیر کو ورثہ میں ملی ہیں یہ ادائیں
اُحُدّی لقبی ہاشمی و مُطّلبی

مرقد میں بھی کچھ مجھ سے فرشتوں نے نہ پوچھا
پائی جو مرے ماتھے پہ خاک ان کی گلی کی

یہ سرِّ شہادت ہے یہی اس کی حقیقت
شبیر کے پردے میں شہادت تھی نبیؐ کی

کانپ اُٹھتے ہیں شاہانِ جہاں دیکھ کے ان کو
وہ آن ہے وہ شان گدایانِ علی کی

ہر اوج ہوا سرنگوں شبیر کے آگے
محمودؔ سواری جو ملی دوشِ نبیؐ کی



مدح محبوبِ سبحانی قطبِ ربانی سیدنا عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

وسیلوں میں وسیلہ ہے وسیلہ غوث اعظمؓ کا
سہاروں میں سہارا ہے سہارا غوث اعظمؓ کا

تہیں جتنی مشکلیں حل ہوگئیں سب آنِ واحد میں
دلِ بیکس نے جب نعرہ لگایا غوث اعظمؓ کا

نصیب اس کا ہے قسمت اس کی ہے تقدیر اسکی ہے
جسے قسمت سے دامن ہاتھ آیا غوث اعظمؓ کا

مرا ذمہ خدائی گر نہ ساری اس کی ہو جائے
کوئی بندہ تو دیکھے بن کے بندہ غوث اعظمؓ کا

وہ داتاؤں کا داتا ہے وہ آقاؤں کا آقا ہے
جو ادنیٰ سے ہے ادنیٰ نام لیوا غوث اعظمؓ کا

جہاں ساری امیدیں سب سہارے ٹوٹ جاتے ہیں
وہاں بس کام آتا ہے سہارا غوث اعظمؓ کا

ہماری زندگی کیا ہے ہماری بندگی کیا ہے
تمنا غوث اعظم کی وظیفہ غوث اعظمؓ کا

کوئی ہادی کی حاجت ہے نہ رہبر کی ضرورت ہے
کہ خضرِ راہ ہے نقشِ کفِ پا غوثِ اعظم کا

کچھ اس انداز سے پہونچا میں میدانِ قیامت میں
ہوا غل ہر طرف دیوانہ آیا غوثِ اعظم کا

نہ جائے گا، نہ جائے گا، نہ جائے گا، نہ جائے گا
یہ سودا ہے، یہ سودا ہے، یہ سودا غوثِ اعظم کا

حسینانِ جہاں جچتے نہیں میری نگاہوں میں
تصوّر میں ہے جب سے رُوئے زیبا غوثِ اعظم کا

وہی سج دھج وہی رنگت وہی نقشہ وہی صورت
سراپائے محمدؐ ہے سراپا غوثِ اعظم کا

گدائے غوث ہوں یارب مری کشکول میں بھر دے
تصدق غوثِ اعظم کا اتارا غوثِ اعظم کا

میں دنیا کے سہاروں کا سہارا لوں یہ ناممکن
مجھے محمودؔ کافی ہے سہارا غوثِ اعظم کا

منقبت بہ رنگِ غالبؔ

عشقِ شاہِ جیلاں میں زیست کا مزہ پایا
"درد کی دوا پائی دردِ لادوا پایا"

ان کے عشق کا سمجھوں میں نے یہ صلہ پایا
خود اگر وہ فرمادیں اس کو باوفا پایا
ان کے دھن میں کچھ ایسی بیخودی ہوئی طاری
ہم نے اپنے دل کو بھی گم کیا ہوا پایا
کرتے کیا جو اس در پر آ نہ بیٹھتے جبکہ
"آہ بے اثر دیکھی" نالہ نارسا پایا
لطف میں، حمایت میں شانِ دستگیری میں
دستِ غوث اعظم کو دستِ کبریا پایا
ان کی ہر ادا میں اک شانِ خسروی دیکھی
سرکشوں کے سر کو بھی ان کے زیرِ پا پایا
جب کبھی مقابل میں آئی قوتِ باطل
ان سے ربط و نسبت کو تیر بے خطا پایا
قرب و بعد کے یکساں فاصلے نظر آوے
ان کو جا بجا دیکھا۔ ان کو جا بجا پایا
غوث کی نظر آخر غوث کی نظر ٹھیری
ان کی خاک در کو بھی مثل کیمیا پایا
لاکھ ملنے کا ملنا دامن ان کا ملنا ہے
یہ اگر ملا سمجھو اپنا مدعا پایا

حال دل نہیں معلوم لیکن اس قدر یعنے
عشق غوث میں محمود اس کو مبتلا پایا

دیگر بہ رنگ غالب

غوث اعظم کا جو گدا نہ ہوا
ذوق ایماں سے آشنا نہ ہوا

مل گئی قیصری گدائی میں
ہو کے ان کا گدا۔ گدا نہ ہوا

میں وہ بندہ نہیں جو یہ کہدے
"بندگی میں مرا بھلا نہ ہوا"

ان کے ہونے میں یہ بھلائی ہے
جو ہوا ان کا پھر بُرا نہ ہوا

جب سے وہ میرے دستگیر ہوئے
کوئی پھر خنجر آزما نہ ہوا

ان کی نظروں نے کی مسیحائی
"درد منت کش دوا نہ ہوا"

ان کی نظریں تو ہیں رسا مجھ تک
میرا نالہ اگر رسا نہ ہوا

وہ جو چاہیں کریں مرے حق میں
میرا چاہا ہوا۔ ہوا۔ نہ ہوا

در غوث الوریٰ پہ آجاؤ
کام گر حسب مدعا نہ ہوا

بدنصیبی میں اس کے کیا شک ہے
جسے اس در کا آسرا نہ ہوا

چشم نم، سوز قلب، درد جگر
مجھے محمود کیا عطا نہ ہوا

دیگر بہ رنگ غالب

بڑی نعمت ہے گدائے شہِ جیلاں ہونا
ان کا قسمت سے ہے وابستۂ داماں ہونا

منکرِ غوث کو دیکھا تو زباں سے نکلا
"آدمی کو بھی میسر نہیں انساں ہونا"

خانہ برباد ہوئے غوث کے دشمن ایسے
"در و دیوار سے ٹپکے ہے بیاباں ہونا"

قہر کو دیکھا تو کی دشمنِ دیں نے توبہ
"ہائے اس زود پشیماں کا پشیماں ہونا"

فیصلہ قادرِ مطلق کی مشیت کا ہے
عبدِ قادر سے ہو قدرت کا نمایاں ہونا

لاتخف پر ہے جسے پورا یقیں اس کے لئے
"عیدِ نظارہ ہے شمشیر کا عریاں ہونا"

ان کا در چھوڑ کے ناداں ہے چلا کس جانب
"آپ ہی جانا اُدھر آپ ہی حیراں ہونا"

یہ بھی اک دین خدا کی ہے خدا ہے شاہد
شمع الفت کا کسی دل میں فروزاں ہونا

میں جو بغداد کو جانے لگا سب کہنے لگے
ہو مبارک شہ بغداد کا مہمان ہونا

نگہ غوث نے کی عقدہ کشائی ورنہ
"بسکہ مشکل تھا ہر اک کام کا آساں ہونا"

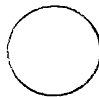
جب گدا ان کا نظر آیا تو باور آیا
"مور بے مایہ کا ہمدوش سلیماں ہونا"

بادشاہوں کو تمنا رہی اس منصب کی
ہے بڑی بات درِ غوث کا درباں ہونا

زندگی اس کی ہے موت اس کی ہے قسمت اس کی
جس کی قسمت میں ہو خاک درِ جاناں ہونا

جب بھی یا غوث کہا آئی صدائے لبیک
ان کا معلوم ہوا نزدِ رگِ جاں ہونا

دامنِ غوث ہے محمودؔ مرے ہاتھوں میں
سب کا بے جا نہیں انگشت بدنداں ہونا

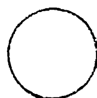


منفرد یہ مرتبہ ہے غوث کا
وہ خدا کے ہیں خدا ہے غوث کا

اس لئے ارض و سما ہیں غوث کے
خالقِ ارض و سما ہے غوث کا

جان و دل سے اس کے قرباں جائیے | جان و دل سے جو فدا ہے غوث کا
چور بھی آئے تو ہو جائے ولی | واہ کیا دولت سرا ہے غوث کا
جو مرید ہے میرا خوش انجام ہے | فیصلہ یہ ہو چکا ہے غوث کا
ان کی شانِ دستگیری کیا کہوں | نام بھی مشکل کشا ہے غوث کا
مطمئن ہوں شاد ہوں بے فکر ہوں | آستانہ مل گیا ہے غوث کا
سلسلہ میرا ہے غوثِ پاک تک | مصطفےٰ تک سلسلہ ہے غوث کا
آفتاب آمد دلیلِ آفتاب | دیکھ لو کیا مرتبہ ہے غوث کا
قادریو تم بڑے خوش بخت ہو | تم کو ہر دم آسرا ہے غوث کا

فخر ہے محمود کو اس بات پر
کہ وہ موروثی گدا ہے غوث کا



محبت غوثِ اعظم کی نشانی ہے ذوقِ ایماں کا
حقیقت میں یہ پروانہ ہے فتحِ بابِ عرفاں کا
میرے حق میں ہوا ہے فیصلہ منشائے یزداں کا
کہ میرے ہاتھ ہوں اور ان میں دامن شاہ جیلاں کا
سمجھ لیجئے گا اس سے مرتبہ محبوبِ سبحاں کا
گدا ایران کے ہوتا ہے گماں اکثر سلیماں کا

مرے آنکھوں میں جب سے عکس ہے اس روئے خنداں کا
تصور تک نہیں آتا کبھی شام غریباں کا

چلا اس زور سے جھونکا نسیم فضل و احساں کا
دریچہ کھل گیا مرقد میں میرے باغ رضواں کا

سر محشر بھی رسوائی مری ہونے نہیں پائی
کسی نے رکھ لیا پردہ وہاں بھی میرے عصیاں کا

مرے اشکوں سے طوفاں آگیا دریائے رحمت میں
بہت ممنون احساں ہوں میں اپنی چشم گریاں کا

سفینہ غرق ہونے میں نہ تھی کوئی کسر باقی
تری نسبت نے لیکن توڑ ڈالا زور طوفاں کا

نظر ان کی طرف فریاد لب پر ہو گئی کافی
نکل آیا مکمل حل مرے حال پریشاں کا

جو وابستہ ہیں ان سے فکر کیا ان کو حوادث کی
نظارہ کرتے ہیں وہ بیٹھ کر ساحل پہ طوفاں کا

تصور میں مرے محمود ان کا مصحف رخ ہے
کیا کرتا ہوں آنکھیں بند کر کے ورد قرآں کا

رئیس الاولیاء

مرکزِ انوارِ وحدت ہیں رئیس الاولیاء
آفتابِ بزمِ کثرت ہیں رئیس الاولیاء

نخلِ بستانِ رسالت ہیں رئیس الاولیاء
صدرِ ایوانِ ولایت ہیں رئیس الاولیاء

مصطفےٰ کے ہر قدم پر ہر قدم ہے آپ کا
ایسے پابندِ شریعت ہیں رئیس الاولیاء

عینِ فطرت کیوں نہ ہوگا آپ کا قول و عمل
محرمِ اسرارِ فطرت ہیں رئیس الاولیاء

عبدیت میں شانِ محبوبِ خدا کی شان ہے
اور مثال اس کی خود حضرت ہیں رئیس الاولیاء

کُل وجودِ جدّی فرمانے سے یہ ظاہر ہوا
مظہرِ شانِ رسالت ہیں رئیس الاولیاء

جس نے دیکھا آپ کو وہ کہہ اٹھا بے ساختہ
شاہکارِ دستِ قدرت ہیں رئیس الاولیاء

خرق عادت کا بیاں کیا اُس کا اِس جا ذکر کیں
سر سے پا تک خود کرامت ہیں رئیس الاولیا

مُردے ٹھوکر سے جلانا کیا انھیں دشوار ہے
محی دینِ خیرِ اُمت ہیں رئیس الاولیاء

قُم باذنی کہنے والے اس طرف بھی ایک قُم
ہم بھی افتادہ طبیعت ہیں رئیس الاولیاء

کفر اور الحاد کی تاریکیوں میں بالیقیں
آپ اک شمعِ ہدایت ہیں رئیس الاولیاء

دَورِ مستقبل ہو یا دَورِ گزشتہ ہو کہ حال
ہر زمانے کی ضرورت ہیں رئیس الاولیاء

خادموں پر ہی نہیں موقوف حضرت کا کرم
سب کے حق میں آپ رحمت ہیں رئیس الاولیاء

اک نگاہِ دل نواز اس سمت بھی للّٰہ کہ ہم
دردمندانِ محبت ہیں رئیس الاولیاء

کیوں کسی کا سر پہ احساں آپ کا محمودؔ لے
آپ جب سر پر سلامت ہیں رئیس الاولیاء

مدحت معشوق ربانی صاحب الاشارات والمعانی سیدنا

عبد القادر جیلانی رض

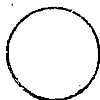
سر سے پا تک پیکرِ انوار یزدانی ہیں آپ
ہر ادا سے ہے عیاں محبوب سبحانی ہیں آپ
فرق بس ختم نبوت کے سوا کچھ بھی نہیں
ذاتِ ختم المرسلین میں اس قدر فانی ہیں آپ
سرحدِ ادراک سے آگے مقام ہے آپ کے
فی الحقیقت ماورائے عقل انسانی ہیں آپ
آپ سے سارے جہاں میں نور افشانی ہوئی
مصطفیٰ ہیں نور اور قندیل نورانی ہیں آپ
اولیاء اقطاب ہوں افراد ہوں ابدال ہوں
سب کے حق میں منبع فیضان روحانی ہیں آپ
عالم انسانیت کو فخر ہے اس بات پر
منتہائے ہر کمالِ نوع انسانی ہیں آپ
کیوں نہ سر سارے جہاں کا آپ کے در پر جھکے
جانشینِ مصطفیٰ ہیں حیدر ثانی ہیں آپ

قاتلِ عنتر القتال سے یہ ظاہر ہوگیا
ذوالفقارِ حیدری ہیں دستِ یزدانی ہیں آپ
جس نے دیکھا آپ کو محمودؔ وہ بے ساختہ
بول اٹھا لاریب فیہ تصویرِ قرآنی ہیں آپ

دیگر

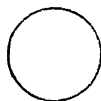
پیرِ پیراں پیرِ میراں غوثِ صمدانی ہیں آپ
کسوتِ بشری کے اندر نفسِ رحمانی ہیں آپ
شاہد و مشہود کا مفہوم قرآنی ہیں آپ
ہیں نبیؐ قرآن اور تفسیرِ قرآنی ہیں آپ
زیبِ تن ہے جامۂ محبوبیت کچھ اس طرح
ساری دنیا بول اٹھی محبوبِ سبحانی ہیں آپ
جس طرح وحدانیت میں حق نبوت میں نبیؐ
یوں ولایت میں بلا تشبیہ لاثانی ہیں آپ
کیوں وہی آثار اور جلوے نہ آئیں گے نظر
ہیں بہ ذاتِ مصطفٰے باقی بخود فانی ہیں آپ
آپ لازم ہیں حیاتِ باطنی کے واسطے
سب کے حق میں منبعِ فیضانِ روحانی ہیں آپ

الاحتفا کہنا نتھا لیس محمود حقہ آپ کا
امر رب سے نافذِ احکامِ ربانی ہیں آپ



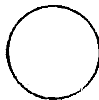
تعالی اللہ چہ شان و شوکت آں شاہِ شاہاں ست
کہ نامِ نامیش غوث زماں محبوبِ سبحان ست
امام و خواجۂ ہر خواجہ و درویش و مولانا
ولی و میر و قطب و غوث اعظم پیر میراں ست
زمین و آسماں دیگر دیر شد زیر فرمانش
کہ دورش دور بزم کن نکال از حکم یزداں ست
چہ گویم فیض آں ساقی کہ در میخانۂ عرفان
ہر یک پیر مغاں مست مئے آں شاہ عرفان ست
وجودش شد فنا اندر وجود احمد مرسل
ہمیں باعث وجودش مظہر ختم رسولاں ست
چہ حیرت گر بسازد مردۂ صد سالہ را زندہ
محی دیں برائے دین حق بخشندۂ جان ست
نہ میرد ہر کہ میرد در خیال و عشق آں حضرت
ہمیں ہست اعتقاد من ہمیں دین ست و ایمان ست

مریدش چوں ظفر یابد نہ بر شاہانِ ایں عالم
کہ غالب بر ہمہ شیراں سگِ درگاہ جیلاں ست
بوقتِ نزع بر لب یادش و پیشِ نظر رویش
تمنایم ہمیں ست و ہمیں محمود ارماں ست



خوشا دلے کہ بہ ارمانِ غوث اعظم ہست
خوشا زباں کہ ثنا خوانِ غوث اعظم ہست
زمینِ شعر چرا رو کشِ فلک نہ شود
بعرشِ طبع سخندانِ غوث اعظم ہست
نزولِ رحمت والنور الایزد ست کمشب
طلوعِ ماہ درخشانِ غوث اعظم ہست
چرا نہ پست نماید فرازِ چرخِ بریں
بچشم رفعتِ ایوانِ غوث اعظم ہست
سحابِ لطف و عطایش محیط کون و مکاں
عجیب وسعتِ فیضانِ غوث اعظم ہست
چہ خوف گردشِ دوراں چہ بیم جورِ بتاں
بکف چو گوشۂ دامانِ غوث اعظم ہست

زہے نصیب شما بستگانِ دامنِ غوث
عجیب وسعتِ فیضانِ غوث اعظمؓ ہست
ز دستِ ساقیٔ ناگیر جام تا بینی
چہ لذت مئے عرفان غوث اعظمؓ ہست
بحالِ خستہ محمود کن کرم یا رب
کہ او ز حلقہ بگوشانِ غوث اعظمؓ ہست



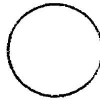
صوم طفلی ہی سے ہر سو ہو گئی تشہیر غوثؓ
بس گئی سب کے دلوں میں عظمت و توقیر غوثؓ
کیا سمائے گا نگاہوں میں کوئی اب نازنیں
چشم دل کے سامنے ہر وقت ہے تصویر غوثؓ
قُم باذنی کی صدا سے مُردے زندہ ہو گئے
دین زندہ ہو گیا جس سے وہ تھی تکبیر غوثؓ
عقدۂ مشکل کو حل کرنا انہی کا کام ہے
حشر میں بھی اپنے کام آجائے گی تدبیر غوثؓ
تھے جو رہزن ہو گئے ابدال وہ اک آن میں
انقلاب انگیز تھی کیا اس قدر تقریر غوثؓ

شان تنزیہی نمایاں ظاہر و باطن سے تھی
کیا بیاں کوئی کرے کیفیت تطہیرِ غوث

سنتے ہی فریاد آجائے مدد کے واسطے
نزد اربابِ طریقت ہے یہی تفسیرِ غوث

گوشہ گوشہ جگمگانے لگ گیا انوار سے
اس طرح پھیلی جہاں میں ہر طرف تنویرِ غوث

اس سے بڑھ کر خوش نصیبی اپنی ہو سکتی نہیں
ہم ازل سے ہو گئے محمود دامن گیرِ غوث



قبلۂ اہلِ نظر ایوانِ غوث ۔۔۔ جنتِ اہلِ صفا بستانِ غوث رضؓ

کیا ہو شرح واجب و امکانِ غوث ۔۔۔ بس سمجھ لو ہے محال عرفانِ غوث رضؓ

غوث کے رتبے کو تم سمجھو گے کیا ۔۔۔ پہلے سمجھو رتبۂ دلبرانِ غوث رضؓ

خیرہ نظر میں جب نظر یاروں کی ہوں ۔۔۔ کون دیکھے جلوۂ تابانِ غوث رضؓ

منعکس ہے اس میں حسنِ مصطفےٰ ۔۔۔ آئینہ ہے یا رخِ تابانِ غوث رضؓ

دل نہیں وہ ثانیٔ بغداد ہے ۔۔۔ پائے جس میں پرورش ارمانِ غوث رضؓ

جانفزا ہے باغِ جیلاں کی بہار ۔۔۔ دل رُبا ہے ہر گل و ریحانِ غوث رضؓ

ہے یہ وہ دریا جو ہر دم ہے رواں ۔۔۔ ہے ازل سے تا ابد فیضانِ غوث رضؓ

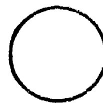
سب کی ہیں سر سبز تجھ سے کھیتیاں	اک ادھر بھی رشحہ باران غوث

سب نے پایا ہے تصدق آپ کا
سب کے سر ممنون احسان غوث

دامانِ غوثؒ

یہ کرم یہ فضل یہ احسان غوث	میرے سر پہ سایۂ دامان غوث رض
یہ مقدر لوٹنے کی جائے ہے	ہاتھ میں ہے گوشۂ دامان غوث رض
دامن احمد ہے دست غوث میں	اور میرے ہاتھ میں دامان غوث رض
خواہش ظل ہما مطلق نہیں	بس ہے ہمکو سایۂ دامان غوث رض
ساری دنیا پہ ہے یہ سایہ فگن	اللہ اللہ دست دامان غوث رض
چتر رحمت حشر میں بن جائے گا	قادریوں کے لئے دامان غوث رض
سربلندی ہے اسی سر کے لئے	سایہ گستر جس پہ ہے دامان غوث رض
فتح و نصرت چوم لیتی ہے قدم	ہاتھ آجاتا ہے جب دامان غوث رض
جب ازل میں بٹ رہی تھیں قسمتیں	بن گئے ہم بستۂ دامان غوث رض
گزرے ہر منزل سے آسانی سے ہم	ہاتھ میں تھامے ہوئے دامان غوث رض
ستر پوشی سب کی تیرا کام ہے	ڈھانک لے مجھکو بھی اے دامان غوث رض
عذر خواہی کام آخر آگئی	چشم تر ہے میری اور دامان غوث رض
اب کسی کو کیا نظر میں لائیں گے	ہم کہ ہیں وابستہ دامان غوث رض

یہ فقط محمودؔ فضل غوث ہے
میں کہاں ورنہ کہاں دامانِ غوث



نیّرِ برجِ ولایت رہبرِ کامل ہیں غوثؓ
راہِ صدق و معرفت کی آخری منزل ہیں غوثؓ

محیٔ دینِ مصطفےٰ ہیں حامیٔ ملّت بھی ہیں
دین قالب ہے اور اس قالب کے اندر دل ہیں غوثؓ

قرۃ العین نبیؐ ہیں اور سبطِ فاطمہؓ
کیوں نہ سمجھوں آیتِ تطہیر میں شامل ہیں غوثؓ

پیکرِ محبوبِ سبحانی سراپا نور ہے
تو نے کیا سمجھا ہے ناداں صرف آب و گِل ہیں غوثؓ

آپ سے وابستگی ایماں، عداوت کفر ہے
حق و باطل میں بلا شبہ خطِ فاصل ہیں غوثؓ

ہے ہماری دستگیری کا انھیں کتنا خیال
حق سے واصل ہو کے بھی مخلوق میں شامل ہیں غوثؓ

گو چہ گردابِ حوادث میں سفینہ ہے مگر
مطمئن ہے دل کہ وابستہ لبِ ساحل ہیں غوثؓ

فدائے مصحف روئے تو جان و ایمانم
نثارِ حسن و جمالت دل و جگر یا غوث رضؓ

ز شمع روئے تو شد دور ظلمتِ باطل
کہ ذاتِ پاک تو نور است سر بسر یا غوث

گدائے کوئے تو محمودِ خستہ شد ز ازل
کجا رود کہ ندارد درِ دگر یا غوث رضؓ

الغیاث

الغیاث اے شاہ جیلاں الغیاث
الغیاث اے قطبِ ذی شاں الغیاث

اے سرورِ خاطرِ خیر النساء
وے علی را راحتِ جاں الغیاث

دردمندم خستہ حالم بے دلم
دستگیرِ دردمنداں الغیاث

خاطرے دارم پر از سوزِ درون
اے طبیبِ دردِ پنہاں الغیاث

دو جہاں شد تابعِ فرمانِ تو
وارثِ ملکِ سلیماں الغیاث

عرضِ حاجت بردرت درکار نیست
واقفِ اسرارِ پنہاں الغیاث

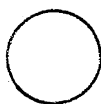
بے سر و سامانیم از حد گزشت
الغیاث اے میرِ ساماں الغیاث

از نگاہت خاک گردد کیمیا
یک نظر بر خاکساراں الغیاث

اے کریم ابن کریم ابن کریم
اے جوادِ شاہ شاہاں الغیاث

جملہ عالم از درِ تو فیضیاب
جملہ بر خوانِ تو مہماں الغیاث

کس ندیده مثل تو اندر جهاں | در سخا و فیض و احساں الغیاث
همچو حاتم صد هزاراں روز و شب | از نوالت زلّه خواراں الغیاث
تا بکے ایں روز و شب اندر فراق | تا بکے ایں شام ہجراں الغیاث
تا بکے ایں آه و افغاں بر لبم | تا بکے ایں چشم گریاں الغیاث
تا بکے ایں حالتِ افسردگی | تا بکے ایں سینہ بریاں الغیاث
تا بکے ایں سوزشے اندر جگر | تا بکے ایں درد پنہاں الغیاث
تا بکے ایں قصۂ درد و الم | تا بکے حالِ پریشاں الغیاث
تا بکے خونِ امید و آرزو | تا بکے ایں یاس و حرماں الغیاث
ہر نگاہ تو بود مخترع ولے | سوئے باہم شو خراماں الغیاث
از قدومت کن دل ویران من | رشکِ باغ گلستاں الغیاث
قلب من از نور خود پُر نور کن | اے فروغ نور ایماں الغیاث
ہمچو شبنم گریہ ام اندر فراق | الغیاث اے مہر احساں الغیاث
از تجلی رخِ زیبائے تو | ساز چشم چشم عرفاں الغیاث
از تو گشتہ تازه و تر نخلِ دیں | اے بہار باغ ایماں الغیاث
قلب من بے تست چوں خالی صدف | الغیاث اے ابر نیساں الغیاث
گر رود فیضم شود صبح وطن | بہرِ من شام غریباں الغیاث
مجمع بحرین باشد ذات تو | عاشق و معشوق یزداں الغیاث
در نگاہم جز نگاہ فیض تو | درد دل را نیست درماں الغیاث
آمده محمود بر درگاه تو | با ہزاراں شوق و ارماں الغیاث



شکر خدا کہ شد دل من مبتلائے غوث رض
جانم بگشت کشتۂ تیغ ادائے غوث رض

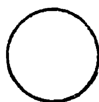
گویم چہ از جمالِ رُخ جاں فزائے غوث رض
ہیچ ست نورِ مہر بہ پیش ضیائے غوث رض

مُردم ولے نہ رفت زقلبم ولائے غوث رض
اوجم بس ایں قدر کہ شدم خاکپائے غوث رض

کردم بروں زخانہ دل ہمچو خار وخس
ہر مدعا کہ بود درو ماسوائے غوث رض

گشتم بہ عشق آں شہ جیلاں چناں فنا
آید ز تارِ ہر نفس من صدائے غوث رض

محمودِ خستہ حال کجا وصف تو کجا
زیبد زبانِ حق پئے مدح و ثنائے غوث



دل از عشق شہ جیلاں چناں می باید
کہ از اندیشہ سُود زیاں آزاد می باید
رضایش گر بجوئی از تمنا کن دلت خالی
رضایش ہر چہ می خواہد باں دل شادمی باید
ضمیر روشنش از حالِ ما ہر دم خبر دارد
نہ عرض مدعا در کار نے فریاد می باید
بہ عشقش گر بمیرم من حیاتِ جاوداں یابم
تمنایم کہ خاکم در رہش برباد می باید
ہمہ افسانہ ہا در طاقِ نسیاں کردہ ام یکسر
مرا ہر دم بس یک افسانۂ دو یاد می یاد
ہمیں منشائے اذنِ یا مریدی لاتخف باشد
کہ شکوہ باید و نے نالہ و فریاد می باید
دلِ آوارۂ من ہر نفس محمودؔ می گوید
باندازِ جنوں یادِ شہ بغداد می باید

بارک اللہ شہ جیلان آمد

مرحبا خسرو خوباں آمد
ضوفشاں چوں مہ تاباں آمد

روح مسرور کہ عرفاں آمد
قلب پُرنور کہ ایماں آمد

جلوہ اش چوں بنظر می آمد
شد گماں یوسف کنعاں آمد

محیُ دیں آمدہ دیں می گوید
جان اندر تن بے جاں آمد

کج کلاہاں شدند سر بہ زمیں
چوں پدید ندکہ سلطاں آمد

بندۂ قادر مطلق بنگر
منظر قدرت یزداں آمد

حکم او نافذ و عالم محکوم
حکمراں مثل سلیماں آمد

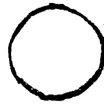
ہر یکے مژدہ دہد دیگر را
بارک اللہ شہ جیلاں آمد

شکر للہ کہ پس دور خزاں
در چمن فصل بہاراں آمد

عہد شد بہر شکستہ حالاں
خسروے سوئے غریباں آمد

بہ درش ہر کہ بہ رفت از جودش
دُرِ مقصود بہ داماں آمد

مختصر اینکہ پئے ما محمود
فضل رب رحمت یزداں آمد



ذاتِ والائے تو بے ریب و گماں یا غوث پاک رضؓ
مشعل نور دست بہر گمرہاں یا غوث پاک رضؓ

پیش تو از کاسۂ اد تے گدایاں بیش نیست
تاج شاہان و کلاہ خسرواں یا غوث پاک رضؓ

صاحبانِ دل عجب در کیف و مستی آمدند
بر زبانم چوں بیامد نام جاں یا غوث پاک رضؓ

در ہجوم بیکسی در عالم بے چارگی
از خیال تو شود ہمت جواں یا غوث پاک رضؓ

اے زہے بیمار غم کہ مثل تو دارد مسیح
اے خوشا بیکس کہ پرسد حال شاں یا غوث پاک رضؓ

پارۂ صد چاک دل چند قطرہائے اشک تر
گر قبول افتد ہمیں ست ارمغاں یا غوث پاک رضؓ

تا نباشد آشکارا راز دل کردم بیاں
قصۂ خود در حدیث دیگراں یا غوث پاک رضؓ

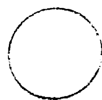
پائے ماندن ہست باقی نے مقام رفتن ست
گشتہ ام اندر قفس وقف خزاں یا غوث پاک رضؓ

دشمن من گر قوی است ہم نگہانم قوی
ہمتے دارم ز لطفت ہر زماں یا غوث پاکؓ

من بدست تو سپردم ہر متاع زندگی
رستم از اندیشہ سود و زیاں یا غوث پاکؓ

مصحف رویت نمائی گر بوقت واپسیں
کامرانم کامرانم کامراں یا غوث پاکؓ

آنچہ دارد درویش محمود دارد بر زبان
دمبدم یا شاہ جیلاں ہر زماں یا غوث پاکؓ



اللہ اللہ ایں عروج و ارتقائے غوث پاکؓ
انتہائے عارفاں شد ابتدائے غوث پاکؓ

اوج دنیا در نگاہش ہمچو پرواز مگس
ہم سریر و تاج شاہاں زیر پائے غوث پاکؓ

قم باذنی از لب او صور اسرافیل بود
شد جہاں بیدار از بانگ درائے غوث پاکؓ

دست او در دستگیری دست یزدانی بود
دارد ہم تاثیر کن حرف دعائے غوث پاکؓ

جلوہ اش بُردہ متاع عقل و فہم و صبر و ہوش
برق ایمن بُد نگاہ دلربائے غوث پاک

اے خوشا محفل کہ در یاد شہہ جیلان بُود
اے خوشا وقتے کہ گزرد در ہوائے غوث پاک

نغمۂ بغدادیہم می زند ساز دلم
گوش من پیوستہ می شنود صدائے غوث پاک

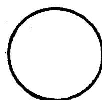
فرع را چوں یاد کردم، یاد کردم اصل را
شُد ثنائے مصطفےٰ اندر ثنائے غوث پاک

خوش نصیبم، خوش نصیبم، خوش نصیب
خاکپایم، خاکپایم، خاک پائے غوث پاک

بندہ دنیا مشو چوں بندۂ عشقش شدی
بے نیاز از دو جہاں باشد گدائے غوث پاک

بند گر باشند در ہائے جہاں این ہا بیا
ہست وا ہر دم در دولتسرائے غوث پاک

پیش اے محمود گفتن حال ہم در کار نیست
خود خبر دارد دل درد آشنائے غوث پاک



آئے گی جب تک نہ وہ صورت نظر یا غوث پاک رض
مٹ نہیں سکتا مرا دردِ جگر یا غوث پاک رض

ہو تصور میں یہاں تک مجھ کو حاصل محویت
آپ ہی آئیں نظر دیکھوں جدھر یا غوث پاک رض

جس نے دیکھا خواب میں بھی رُوئے انور آپ کا
اس کی قسمت ہے اسی کی ہے نظر یا غوث پاک رض

آپ کی فرقت میں دل پر جو گزرتی ہے میرے
آپ کیا اس سے نہیں ہیں باخبر یا غوث پاک رض

عرضِ حالِ زار کی مجھ کو ضرورت ہی نہیں
منکشف ہے آپ پر سب خیر و شر یا غوث پاک رض

وہ بھی دن آئے کروں میں صاف باصد اشتیاق
اپنی پلکوں سے تمہاری رہگذر یا غوث پاک رض

دل میں ارماں ہے یہی دل کی تمنا ہے یہی
میرا سر ہو آپ کا ہو سنگ در یا غوث پاک رض

دونوں عالم میں نہ کیوں کر اس کا بیڑا پار
جس پہ پڑھ جائے تمہاری اک نظر یا غوث پاک رض

سر وہ کیا سر ہے کہ جس میں آپ کا سودا نہیں
دل وہ کیا جس میں نہیں تم جلوہ گر یا غوث پاکؓ

اور تو حاضر نہیں کچھ رونمائی کے لئے
داغ ہائے دل کے ہیں درہم مگر یا غوث پاکؓ

مشغلہ میرا یہی ہے ورد ہے ہر دم یہی
رات دن یا غوث اعظم ہر سحر یا غوث پاکؓ

مدعا ہو جائے پورا اس کا بس اک آن میں
ایک ادنیٰ سا اشارہ ہو جدھر یا غوث پاکؓ

صورت انور جو آجائے نظر میں کر دوں نذر
اپنی آنکھیں اپنا دل اپنا جگر یا غوث پاکؓ

سیل اشک تر رواں ہے دیدۂ مشتاق سے
یہ محبت کا تمہاری ہے اثر یا غوث پاکؓ

آپ کا بیمار ہوں کیا ہو مسیحا سے غرض
آپ ہی ہیں درد دل کے چارہ گر یا غوث پاکؓ

جس کے دل میں آپ کا ہو عشق الفت آپ کی
کیوں دو عالم سے نہ ہو وہ بے خبر یا غوث پاکؓ

رات دن محو طواف روضۂ پر نور میں
اس لئے گردش میں ہیں شمس و قمر یا غوث پاکؓ

لطف تو جب ہے کہ ہو محمودؔ کا یوں خاتمہ
آپ کا ہو پائے اقدس اس کا سر یا غوث پاک رض



قدرتِ قادر کا جلوہ غوثِ پاک رض
رحمتِ حق کا نظارہ غوثِ پاک رض
آپ کا ہے جو ارادہ غوثِ پاک رض
ہے وہی قدرت کا منشاء غوث پاک رض
نعمتوں کا بہتا دریا غوث پاک رض
علم و عرفاں کا خزانہ غوث پاک رض
جان طاعت روحِ تقویٰ غوثِ پاک رض
مصطفےٰ کا پورا نقشہ غوث پاک رض
سب سے برتر سب سے اعلیٰ غوث پاک رض
سب براتی آپ دولہا غوث پاک رض
آپ کا عشق و تولّا غوث پاک رض
زادِ دنیا، زادِ عقبیٰ غوث پاک رض
سارے آقاؤں میں آقا غوث پاک رض

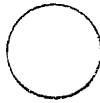
دردمند دل کے مسیحا غوث پاکؓ
بے سہاروں کا سہارا غوث پاکؓ
مصطفےٰ زہرہ علی حسنین کی
شکل و سیرت کا خلاصہ غوث پاک
شرق سے تا غرب ہے پھیلا ہوا
آپ کے دامن کا سایہ غوث پاک
ہر مصیبت اور ہر مشکل کا حل
آپ کا ادنیٰ اشارہ غوث پاک
آفتیں جتنی تھیں ساری ٹل گئیں
نام لیتے ہی تمہارا غوث پاک
دستگیری اس طرح کی خلق کی
ساری دنیا نے پکارا غوث پاک
ہو سکا جن کا نہ کوئی آسرا
بن گئے ان کا سہارا غوث پاک
مدعا سے بڑھ کے اس کو مل گیا
آپ کے در پر جو آیا غوث پاک
تنگئ دامن کا شکوہ ہو گیا
تھک گیا خود لینے والا غوث پاک

ہے بھروسہ آپ پر محمود کا
آپ پر ہے ناز سارا غوث پاک رضؓ



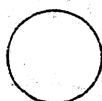
سبطِ حبیب کبریا بر تو درود ہم سلام
راحتِ جاں مصطفٰے بر تو درود ہم سلام
رہبر جملہ اصفیا، رئیس جمیع اتقیا
سرورِ جملہ اولیاء بر تو درود ہم سلام
رتبۂ تو بلند تر، زیرِ قدم نہادہ سر
جملہ ولی و اصفیا بر تو درود ہم سلام
قدرتِ تو محیط شد رحمتِ تو بسیط شد
بہر ہمہ شہ و گدا بر تو درود ہم سلام
آبِ رُخ تو جانفزا لطف تو مایۂ شفا
خاک درِ تو کیمیا بر تو درود ہم سلام
بر تو بہ بہ حُسنِ خوے تو ہم بجمال روئے تو
ایں دل و جاں من فدا بر تو درود ہم سلام
مرکزِ خاص و عامیاں، مامنِ جملہ بیکساں
مرجع شاہ و بے نوا بر تو درود ہم سلام

من بہ در تو چوں ایاز بندہ با ہمہ نیاز را
از در خود مکن جدا بر تو درود ہم سلام



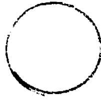
زہے آں سرے کہ باشد بہ ہوائے غوث اعظم
خہے آں دے کہ نازد بہ ولائے غوث اعظم
عجب ایں جلال و جاہے عجب ایں شکوہ شاہے
ہر جملہ خسرواں شد تہہ پائے غوث اعظم
بہ دلت ہر آنچہ داری، ہمہ بالیقیں بیابی
بشوی ز صدق نیستے چو گدائے غوث اعظم
بکشند فکر اے دل ہمہ عقدہ ہائے مشکل
بشوند سہل و آساں ز دعائے غوث اعظم
چہ علاج درد پنہاں بکنند طبیب ناداں
دل من شفا بیابد ز دوائے غوث اعظم
چہ خوش ست آرزوئے کہ علی الدّوام باشم
بہ خیال غوث اعظم بہ ہوائے غوث اعظم
زہے آں دمے کہ بینم در آں ستہ مکرّم
خہے آں زماں کہ باشم بہ سرائے غوث اعظم

دلِ من مثالِ مجنوں بہ ہزار جاں مفتوں
بہ جمال غوث اعظم بہ ادائے غوث اعظم
بہ دلم چرا نہ محمود ولائے غوث دارم
دلِ من حیات یابد ز ولائے غوث اعظم

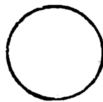


حاجت روائی یا غوث اعظم — مشکل کشائی یا غوث اعظم رض
از بحر گرداب ما را چہ باکے — چوں ناخدائی یا غوث اعظم رض
لطف تو جویم لطف تو خواہم — لطفے نمائی یا غوث اعظم رض
من ناتوانم بے دست و پایم — قدرت نمائی یا غوث اعظم رض
تو دستگیری دستم بگیری — غوث الورائی یا غوث اعظم رض
حاشا کہ داری از حالِ زارم — بے اعتنائی یا غوث اعظم رض
ہر لحظہ ہر دم حکم تو جاری — فرماں روائی یا غوث اعظم رض

محمود خستہ تا چند خستہ
از بے نوائی یا غوث اعظم

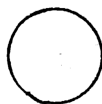


مداوائے ہر رنج و غم غوث اعظمؓ
تمہاری نگاہ کرم غوث اعظمؓ
بڑے چین سے زندگی کٹ رہی ہے
ہوئے آپ کے جب سے ہم غوث اعظمؓ
چمک اٹھا جلووں سے یوں آپ کے دل
نظر آئی شانِ حرم غوث اعظمؓ
تمہارا ہی دم ۔ دمبدم ہم بھریں گے
ہے جب وقت تک دم میں دم غوثِ اعظمؓ
بلند سر سے پانی ہوا جاتا ہے
ڈبو دے نہ طوفانِ غم غوث اعظمؓ
درِ پاک پر لے کے حاضر ہوا ہوں
دلِ مضطرب، چشم نم غوث اعظمؓ
یہاں کچھ نہیں فرق شان و گدا میں
ہے اس در پہ سر سب کے خم غوث اعظمؓ
بہر حال محمود کی لاج رکھئے
نہ کھل جائے اس کا بھرم غوث اعظمؓ



نبوّت کا عکسِ حسین غوث اعظمؓ
محمدؐ بہ عین الیقین غوث اعظمؓ
خیالوں میں نظروں میں سب کے دلوں میں
بصد ناز مسند نشین غوث اعظمؓ
یہ صورت یہ سیرت یہ نقشہ یہ رنگت
فدا آپ پر سب حسین غوث اعظمؓ
نگاہوں کا مرکز زمانے کا محور
غلام آپ کا ہر کہیں غوث اعظمؓ
کسی نے جہاں سے صدا دی اَغثنی
چلے آئے فوراً وہیں غوث اعظمؓ
فقط آپ ہی کی یہ شانِ عطا ہے
کہ لب پہ نہیں ہے "نہیں" غوث اعظمؓ
کبھی جب حوادث نے گھیرا ہے مجھ کو
نظر آئے میرے قریں غوث اعظمؓ
جو وابستگی ذاتِ والا سے ٹھہری
جہاں آپ، ہم بھی وہیں غوث اعظمؓ

مری زندگی تحت "واشطح وغرت"
عدو ہوں گے اندو ہگیں غوث اعظم رض
مکمل ہے عکس آپ کے نقشِ پا کا
مرا نقش لوحِ جبیں غوث اعظم رض
مقدّر کا محمود کے اوج دیکھو
مکاں اس کا دل ہے مکیں غوث اعظم رض



حُسن بھی وہ ملا ہے خدا کی قسم
ساری دنیا فدا ہے خدا کی قسم
ہر طرف مرحبا ہے خدا کی قسم
جلوہٴ غوث کیا ہے خدا کی قسم
جلوۂ مصطفےٰ ہے خدا کی قسم

اور بھی ہیں زمانے میں یوں تو حسیں
گلبدن، ماہ رُو، مہ لقا، مہ جبیں
ایسا دیکھا ہے کس نے مگر نازنیں
ہر ادا جس کی ہے دلربا، دل نشیں

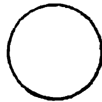
رنگ ہی یہ جُدا ہے خدا کی قسم

اور ہی کچھ ہے ان کی گلی کا سماں
جمع ہیں مثلِ پرواز سب عاشقاں
کوئی بسمل ہے اور ہے کوئی نیم جاں
کوئی نالہ بہ لب کوئی محوِ فغاں
ایک محشر بپا ہے خدا کی قسم

بخت یاور تھا جو ہم یہاں آ گئے
تھے کہاں ہم کہاں سے کہاں آ گئے
ساری دنیا جمع ہے جہاں آ گئے
آرزو تھی جہاں کی وہاں آ گئے
اب مزہ ہی مزہ ہے خدا کی قسم

کیا بتاؤں ملے وہ تو کیا مل گیا
دل کو چاہت کا اس کی صلہ مل گیا
زندگی بن گئی مدعّا مل گیا
حوصلہ سے بھی اپنے سوا مل گیا
خود خدا مل گیا ہے خدا کی قسم

چھوڑ کر در یہ محمود جائے کدھر
کون ہے دوسرا جو اس کی خبر
آپ ہی چارہ ساز آپ ہیں چارہ گر
اس کے حق میں حضور آپ کی ایک نظر
ہر مرض کی دوا ہے خدا کی قسم



مدح غوث انام رضؓ

کوئی ارماں نہیں، کوئی مقصد نہیں، کوئی حسرت نہیں کوئی حاجت نہیں
آپکا جس کے سر پہ ہے دستِ کرم پھر کسی کا وہ مرہونِ منت نہیں

آپ کی چشم لطف و کرم چاہیئے دولتِ دو جہاں کی ضرورت نہیں
اہلِ دنیا کو دنیا مبارک رہے مری نظروں میں اس کی حقیقت نہیں

سر وہ کیا جسمیں سودا نہیں غوث کا دل وہ کیا جس میں انکی محبت نہیں
جی رہے ہیں جو درِ غوث کا چھوڑ کر ان کے جینے کی کوئی حقیقت نہیں

ان کا عشق ولو لّا خدا کی قسم عینِ وحدت ہے شرک اور بدعت نہیں
میرے نزدیک کفر طریقت ہے گر دامن غوث سے لے لگاؤ عقیدت نہیں

ان کی جیسی کسی میں شباہت نہیں انکی جیسی کسی میں وجاہت نہیں
ساری دنیا پہ میں نے نظر ڈال لی ایسی سیرت نہیں ایسی صورت نہیں

مظہر شان شاہ رسالت بھی ہیں صرف تصویر شاہ ولایت نہیں
ان کا ہر دل پہ سکّہ ہے بیٹھا ہوا کون ہے جس پہ ان کی حکومت نہیں

حشر میں ان کے دامن کو تھامے ہوئے خلد میں جانیوالے چلے جائیں گے
جن کو انکے وسیلے کا ایقان نہیں ان کی بخشش کی کوئی ضمانت نہیں

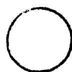
ان کے اچھے تو اچھے ہی ہر حال میں ہیں جو انکے برے بھی ہیں سب سے بھلے
اس سے بدبخت دنیا میں کوئی نہیں جس پہ ان کی نگاہ عنایت نہیں

دامن غوث ہے سر پہ سایہ فگن اس لئے اپنی کملی میں ہم ہیں مگن
ہے جدا ساری دنیا سے اپنا چلن فکر دنیا میں فکر جنت نہیں

کیوں کسی در پہ میں جبہ سائی کروں عزتِ نفس کو اپنی رسوا کروں
کیوں کسی سے میں عرض تمنا کروں آپ کا آستاں کیا سلامت نہیں

کس قدر ہے بلند آستاں غوث کا پست جس کے مقابل ہیں سب رفعتیں
سارا عالم ہے محمودؔ سر بر زمیں صرف میری جبینِ عقیدت نہیں

مدح سلطان الاولیاء رضی اللہ تعالیٰ عنہ



میں کہاں اور کہاں مدحتِ غوث الثقلین رض
چاہیئے حق کی زبان حضرتِ غوث الثقلین رض

میں کجا اور کجا نسبتِ غوث الثقلین رض
آنکھ بھر دیکھ لیں اقطاب میں یہ تاب نہیں رض
مرحبا دبدبہ و سطوتِ غوث الثقلین رض

سر وہ کیا سر ہے نہیں آپ کا سودا جس میں رض
دل وہ کیا جس میں نہ ہو الفتِ غوث الثقلین رض

کیا کرے کیلئے وہ دنیا کے حسیں جلووں کو
جس کے ہو پیشِ نظر صورتِ غوث الثقلین رض

سرفراز ہو گئے وہ خود جو قدم بوس ہوئے
یعنے اس سے نہ بڑھی عظمت غوث الثقلین رض

میری بگڑی وہ بنادیں تو تعجب کیا ہے
جبکہ ہر چیز پہ ہے قدرت غوث الثقلین رض

گرچہ ہم لائق الطاف وعنایات نہیں
نظرے جانب ما حضرت غوث الثقلین رض

پاس اپنے جو نہیں کچھ تو نہ ہو غم کیا ہے
ہم کو کافی ہے بس اک نسبت غوث الثقلین رض

دل کی حسرت ہے یہ محمودؔ کہ ہنگام نزع
رہے بس ورد زباں حضرت غوث الثقلین رض

موقع ولادت باسعادت حضرت غوث اعظم رض

جگر گوشہ مصطفےٰ آ رہے ہیں
مبارک ہو غوث الورا آ رہے ہیں

اب ہر مشکل آسان ہو کر رہے گی
کہ فرزند مشکل کشا آ رہے ہیں

ہے طوفاں میں کشتی مگر غم نہیں ہے
اسے کھینے اب نا خدا آ رہے ہیں

زمانے کے آلام سب دُور ہوں گے
وہ لے کر پیامِ شفا آ رہے ہیں

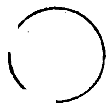
اب آ جائے گی راہ پر ساری دنیا
بڑے راہ پر رہنما آ رہے ہیں

کوئی ان کے درجے کو کس طرح سمجھے
کہ اقطاب بھی زیرِ پا آ رہے ہیں

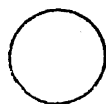
فضائے چمن ہو رہی ہے معطر
جو وہ کھو لے بندِ قبا آ رہے ہیں

زمانے سے تھی منتظر جن کی دنیا
وہ بارے بفضلِ خدا آ رہے ہیں

وہ اس شان سے آئے محمودؔ سب نے
یہ سمجھا کہ خود مصطفےٰ آ رہے ہیں



یا غوث بنگر بر حالِ زارے
تا چند باشم بے دست و پائے
او کے بداند رنج و بلائے
ہر کہ بدارد مثلِ تو شاہے
چشمِ دو عالم شاید نہ بیند
مثلِ تو شاہے چوں من گدائے
از بادۂ تو مخمور ہستم
خیزم گہے گہ افتم بپائے
تو شاہ شاہاں من از گدایاں
از من سوالے وز تو عطائے
بر آستانت محمود آمد
بکشا بر ایشں دستِ عطائے



نسبت ہے ایک کعبۂ صدق و صفا کے ساتھ
والبتہ ہر قدم ہے کسی نقشِ پا کے ساتھ

مجھ سا گناہ گار شہِ باصفا کے ساتھ
قسمت نے کر دیا مجھے فضلِ خدا کے ساتھ

یہ صرف اپنے اپنے مقدّر کی بات ہے
ظلمت کے ساتھ کوئی ہے کوئی ضیا کے ساتھ

جو ان سے دُور ہے بخدا حق سے دُور ہے
جو ان کے ساتھ ہے بخدا ہے خدا کے ساتھ

کوئی کسی کے ساتھ ہے کوئی کسی کے ساتھ
ہم ہیں خدا کے فضل سے غوث الوریٰ کے ساتھ

یہ شمع عشق کی ہے فروزاں جو دل میں ہے
یہ وہ نہیں چراغ بجھے جو ہوا کے ساتھ

ساحل ہے دور رات ہے طوفاں کا زور ہے
پھر بھی ہوں مطمئن کہ ہوں اک ناخدا کے ساتھ

فضلنا بعضھم علیٰ بعض کی بات ہے
غوث الوریٰ کی بات ہے غوث الوریٰ کے ساتھ

بے بس ہوں پیشِ جذبۂ بے اختیارِ دل
نام ان کا لے رہا ہوں میں نام خدا کے ساتھ

حاجت نہیں سوال کی اس بارگاہ میں
کافی ہے التفات دلِ بے نوا کے ساتھ

ہے ناز سب کو جس پہ تمہاری ہی ذات ہے
سب کے سروں پہ جس کا ہے احساں تمہیں تو ہو
وابستہ در سے آپ کے حضرت ہم ہی تو ہیں
ہر حال میں ہمارے نگہباں تمہیں تو ہو
آئینہ جمال و کمالاتِ مصطفےٰ
ہے اور کون اے شہِ جیلاں تمہیں تو ہو
پوچھے اگر کوئی کہ ہے پیروں کا پیر کون
ہم برملا کہیں گے کہ ہاں ہاں تمہیں تو ہو
خوبی ہے یہ کہ کہتے ہیں خوبانِ دہر ملی
بے شک حضور کہ خسرو خوباں تمہیں تو ہو
محمود آپ کو نہ پکارے تو کیا کرے
ہر بیکس و غریب کے پرساں تمہیں تو ہو

دیگر

شبیہ جلوۂ ذاتِ حبیبِ کبریا تم ہو
ہے جس میں روئے احمد جلوہ گر وہ آئینہ تم ہو
حوادث کا اگر طوفان برپا ہو تو کیا پروا
مری کشتی دل کے پاسبان و ناخدا تم ہو

جو منزل ہم رکاب پا ہے میرے اس میں حیرت کیا
جو میرے راہ بر تم ہو جو میرے رہنما تم ہو

میں وہ ناکام قسمت ہوں نہیں ہمدم کوئی جس کا
میرے قلب شکستہ کا مگر اک آسرا تم ہو

دل حسرت زدہ کی پھر تمنا کیوں نہ بر آئے
جب اس کے داورس حاجت روا مشکلکشا تم ہو

دل میں ہے اگر پوچھیں وہ میرا مدعا کہدوں
مرا مقصد مرا ارمان میرا مدعا تم ہو

دل محمود ہو کیونکر نہ روشن مثل آئینہ
کہ اس میں جلوہ گر جلوہ فگن جلوہ نما تم ہو

یاد آئے

مجھے سبط خیر النساء یاد آئے
جگر گوشۂ مرتضیٰ یاد آئے
تصوّر میں جب آئی ہے ان کی صورت
تو بے ساختہ مصطفےٰ یاد آئے

حسن آئے جو دیکھی سخاوت
شجاعت پہ شیر خدا یاد آئے
مصیبت میں دیکھا جو ان کا تحمل
تو فوراً شہہ کربلا یاد آئے
جو ذکر ان کا نکلا تو ساتھ اس کے ان کے
کرم اور جود و سخا یاد آئے
نگاہ و تصور میں جب بھی وہ آئے
مجھے سارے اہل وفا یاد آئے
مجھے ہر قدم پہ خدا کی قسم ہے
بہر دم حبیب خدا یاد آئے
عجب شان یہ دستگیری کی دیکھی
مصیبت میں وہ برملا ہیں یاد آئے
کچھ ایسا ہے انداز حاجت روائی
جسے دیکھ کر مدعا یاد آئے
خدا جانے کیا ماجرا ہے وہ مجھ کو
شب و روز صبح و مسا یاد آئے
اشاروں کے بدلے نہ کیوں صاف کہدوں
مجھے شاہ غوث الوریٰ یاد آئے
وہ محمود صورت وہ محمود سیرت
مجھے بس حبیب خدا یاد آئے

مدح حضرت غوث صمدانی قطب ربانی رضؓ

شاہباز لامکاں پیران پیر رضؓ
بازِ اشہب بے گماں پیرانِ پیر رضؓ

سِرِّ حق کا ہیں بیاں پیران پیر رضؓ
بے چگونی کا نشاں پیرانِ پیر رضؓ

نورِ دیدہ پر نہاں پیرانِ پیر رضؓ
عارفوں پر ہیں عیاں پیرانِ پیر رضؓ

چارۂ بے چارگاں پیران پیر رضؓ
دستگیر بیکساں پیرانِ پیر رضؓ

رحمۃٌ للعالمین سب پر شفیق
اور سب پر مہرباں پیرانِ پیر رضؓ

مرکزِ امید ہر پیر و جواں
آپ ہی کا آستاں پیرانِ پیر رضؓ

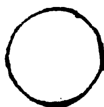
آپ کے در سے جسے نسبت ہوئی
ہوگیا وہ کامراں پیرانِ پیر رضؓ

یہ وہ در ہے جس کا کرتے ہیں طواف
سارے اقطاب جہاں پیران پیرؒ

سارا عالم آپ پر ہے منکشف
کیا کریں حاجت بیاں پیران پیرؒ

سر جھکائے قدر بھی ٹلتی گئی
آئے جس کے درمیاں پیران پیرؒ

دیکھ کے محمود کا حامی تمہیں
ڈر رہا ہے آسماں پیران پیرؒ



تا بہ کے یہ چشم نم۔ رنج و الم یا دستگیرؒ
غرق کر ڈالے نہ یہ طوفان غم یا دستگیرؒ

وقت ہے امداد کا یا سیّدی غوث الوریٰ
اب سہے جاتے نہیں جور و ستم یا دستگیرؒ

منتشر ہونے کو ہے شیرازۂ امن و سکوں
اور کھل جانے کو ہے سارا بھرم یا دستگیرؒ

جی رہا ہوں میں جو ان بگڑے ہوئے حالات میں
آپ کے دم سے یہ ہمت ہے یہ دم یا دستگیرؒ

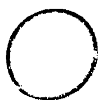
مل رہے ہیں دل کو آزارِ محبت کے مزے
آپ کے دردِ محبت کی قسم یا دستگیرؓ

کیوں نہ زمانہ آپ کے در پہ سر اپنا رکھے
سر بلندوں کے ہیں سر اس در پہ خم یا دستگیرؓ

کیا ہماری ہے حقیقت ہر بڑا سے بھی بڑا
کہہ رہا ہے "بندہ ام درماندہ ام یا دستگیرؓ

مجھ کو اوروں کی نگاہِ لطف کی حاجت نہیں
چاہئے بس آپ کی چشمِ کرم یا دستگیرؓ

اسمِ اعظم یہ میرے وردِ زباں محمود ہے
ہر گھڑی یا غوث اعظم دمبدم یا دستگیر

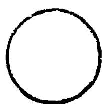


کچھ اس ڈھب سے ہوئی جلوہ نمائی غوث اعظمؓ کی
خدائی ہو گئی ساری فدائی غوث اعظمؓ کی

نہیں کچھ فرق ان میں اور علیؓ کی دستگیری میں
ہے ہم رنگ علیؓ مشکل کشائی غوث اعظمؓ کی

شہنشاہ عرب کی پھر گئی تصویر آنکھوں میں
تصوّر میں کبھی صورت جو آئی غوث اعظمؓ کی

یہ بات آئے تو ذہن نارسا میں کس طرح آئے
مکاں سے لامکاں تک ہے رسائی غوث اعظمؓ کی
گماں گذرے نہ کیوں ان پر جمال مصطفائی کا
ہے عکس حُسن احمد دلربائی غوث اعظمؓ کی
یہ سمجھو دولت دنیا و عقبیٰ ہاتھ آئی ہے
اگر مل جائے قسمت سے گدائی غوث اعظمؓ کی
قیامت میں اطاعت اپنے کام آئی نہ زہد آیا
فقط محمود نسبت کام آئی غوث اعظم کی



صد شکر کہ ہوتی ہے بے خوف بسر اپنی
دل کو ہے یقیں ہر دم ان کو ہے خبر اپنی
ہر روز یہی رنگ ہے ہر رات یہی ڈھنگ ہے
یادِ شہ جیلاں میں ہوتی ہے بسر اپنی
بغداد سے دوری کا ہے اس پر بھی حضوری ہے
جالی در اقدس کی ہے پیش نظر اپنی
جس در پہ جہاں سارا سر اپنا جھکاتا ہے
کٹتی ہے اسی در پر شام و سحر اپنی

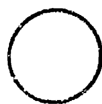
کام اپنے سنورتے ہیں سب ان کے وسیلے سے
دراصل انہی سے ہے ہر فتح و ظفر اپنی

ہر معرکہ سر کر کے دنیا کو دکھا دیں گے
دامن سے کوئی نسبت انکی ہے اگر اپنی

مانا کہ نہیں ہم کچھ آقا ہیں مگر سب کچھ
یہ جان کے ہے ان کی قدرت پہ نظر اپنی

جو اپنا محافظ ہے وہ ہم کو بچا لے گا
گرداب حوادث میں کشتی ہے اگر اپنی

جب سے درِ اقدس ہے محمودؔ نگاہوں میں
کہتے ہیں نظر والے اونچی ہے نظر اپنی



ہر کمال و فضل سے بالا علوئے غوث رض ہے
پست ہر بام فضیلت روبروئے غوث ہے

جو گدائے ادنیٰ افتادہ بہ کوئے غوث رض ہے
اپنی کملی میں مگن، مستِ سبوئے غوث رض ہے

پوچھنا کیا اس کا جس میں رنگ و بوئے غوث رض ہے
آشکارا ہر ادا سے جس کی خوئے غوث رض ہے

آنکھ کعبہ ہے جب اس میں عکسِ روئے غوث رضؓ ہے
دل مدینہ ہے جب اس میں آرزوئے غوث رضؓ ہے

جس کے در پر سب جھکاتے ہیں ہر عجز و شان
ان کی پیشانی کا غازہ گرد رہ غوث رضؓ ہے

گلشن بغداد کی پھیلی ہے کچھ ایسی مہک
پھول جس گلشن کے سونگھو اس میں بوئے غوث رضؓ ہے

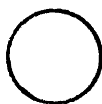
چل رہے ہیں پیچھے پیچھے اولیاء کے قافلے
قادرِ قیوم کی قدرت جلوئے غوث رضؓ ہے

ان کا ادنیٰ نام لیوا منبع فیضان ہے
ہے وہ در گو بظاہر آبجوئے غوث رضؓ ہے

غیر ممکن ہے وہ پھنس جائے کسی کے دام میں
جو اسیرِ عشق زلفِ مشکبوئے غوث رضؓ ہے

ان کے خادم کو نہ چھیڑو اور اچھا جان لو
آبرو در اصل ان کی آبروئے غوث رضؓ ہے

دار و گیرِ روزِ محشر کی مجھے پروا نہیں
حشر جب محمود میرا روبروئے غوث رضؓ ہے

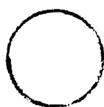


نشانِ شانِ بے چونی ولایت غوث اعظمؓ کی
بیانِ سرِ مکنونی طریقت غوث اعظمؓ کی
جمال مرتضیٰ کا عکس صورت غوث اعظمؓ کی
کمالِ مصطفےٰ کی شرح سیرت غوث اعظمؓ کی
نشانی خبث باطن کی عداوت غوث اعظمؓ کی
علامت ذوق ایماں کی محبّت غوث اعظمؓ کی
ورائے عقل و دانش مرتبہ محبوب سبحاں کا
حدودِ فہم سے بالا فضیلت غوث اعظمؓ کی
بدہ دستِ یقیں اے دل بدست شاہِ جیلانیؓ
کہ اس حیلہ سے مل جائے معیّت غوث اعظمؓ کی
جہاں دل جھک رہے ہوں سر اگر خم ہو تو حیرت کیا
اے ناداں دلوں پر ہے حکومت غوث اعظمؓ کی
وہ چاہیں تو ولایت ایک رہزن کو عطا کر دیں
یہ قوت ہے یہ طاقت ہے یہ قدرت غوث اعظم کی
ہے جب تک کشمکش دنیا میں جاری حق و باطل کی
یقیناً ہے زمانے کو ضرورت غوث اعظم کی

مجھے دیکھو پھر اس در سے مری وابستگی دیکھو
حقیقت میں ہے یہ بھی اک کرامت غوث اعظم کی

ہوا محسوس خود دشمن کو وقتِ رزم آرائی
مرے پیچھے ہی جیسے پوری قوت غوث اعظم کی

کوئی مانے نہ مانے ہم نے یہ محمود دیکھا ہے
ہر آڑے وقت کام آتی ہے نسبت غوث اعظم کی



شیرازہ دل ٹوٹ رہا ہے
صبر کا دامن چھوٹ رہا ہے
یا غوث اعظمؓ امداد کیجئے

آپ کے ہو کر کس کو پکاریں
رُوداد اپنی کس کو سنائیں
یا غوث اعظمؓ امداد کیجئے

کام ہمارا فریاد کرنا
سرکار کا کام امداد کرنا
یا غوث اعظمؓ امداد کیجئے

حالات سارے بگڑے ہوئے ہیں
اپنی جگہ سب سہمے ہوئے ہیں
یا غوث اعظمؓ امداد کیجئے

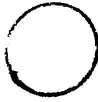
چھوڑ چکے ہیں اپنے پرائے
ٹوٹ چکے ہیں سارے سہارے
یا غوث اعظمؓ امداد کیجئے

مایوس، ناشاد، تاراج ہیں ہم
نظر کرم کے محتاج ہیں ہم
یا غوث اعظمؓ امداد کیجئے

ہو جائے گر آپ کا لطف شامل
ہر موج دریا بن جائے ساحل
یا غوث اعظمؓ امداد کیجئے

خالی اگر ہم اس در سے جائیں
دنیا کو کیا منہ اپنا دکھائیں
یا غوث اعظمؓ امداد کیجئے

محمودؔ کا حال سرکار بد ہے
لیجے خبر اب وقت مدد ہے
یا غوث اعظمؓ امداد کیجئے



تمہاری دید معراجِ نظر یا غوثِ صمدانیؓ
تمہاری یاد تسکینِ جگر یا غوثِ صمدانیؓ
میسّر ہو اگر اذنِ نظر یا غوثِ صمدانیؓ
تمہیں دیکھا کروں میں عمر بھر یا غوثِ صمدانیؓ
تماشا یہ عجب آیا نظر یا غوثِ صمدانیؓ
جدھر تم ہو خدائی ہے اُدھر یا غوثِ صمدانیؓ
توجہ آپ کی ہو جائے گر یا غوثِ صمدانیؓ
بنے ہر مرحلہ آسان تر یا غوثِ صمدانیؓ
ہو شامِ زندگی کی یوں سحر یا غوثِ صمدانیؓ
علاجِ دل مداوائے جگر یا غوثِ صمدانیؓ
تمہاری ایک ادنیٰ سی نظر یا غوثِ صمدانیؓ
قدم پاک سے ملتے ہیں آنکھیں اولیاء سارے
نہ جانے ان کو کیا نظر آیا یا غوثِ صمدانیؓ
نرالی شان دیکھی آپ کے در کے فقیر دل کی
ہیں ان کے آگے خم شاہوں کے سر یا غوثِ صمدانیؓ

تمہارے نقش پا سے جتنی نسبت ہوتی جاتی ہے
ہوئی جاتی ہے روشن رہگذر یا غوث صمدانیؒ

بھلا ہم کیا ہمارے زہد و تقویٰ کی حقیقت کیا
ہماری ہے نظر بس آپ پر یا غوث صمدانیؒ

سوائے آپ کے کوئی نہیں جچتا نگاہوں میں
ہماری بھی ہے وہ اونچی نظر یا غوث صمدانیؒ

مکمل مظہر حسن و جمال و مصطفائی ہے
تمہاری ذات قصہ مختصر یا غوث صمدانیؒ

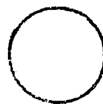
لیا کرتی ہے دنیا کام اس سے اسم اعظم کا
تمہارے نام میں ہے وہ اثر یا غوث صمدانیؒ

عطا ہو باز اشہب قوت پرواز ہم کو بھی
رہیں ہم تابکے بے بال و پر یا غوث صمدانیؒ

لب نازک کو اک ادنیٰ سی جنبش کی ضرورت ہے
زمانہ ہے بہت زیر و زبر یا غوث صمدانیؒ

نہ خوف گردش دوراں نہ کچھ اندیشۂ طوفاں
ہے دامن آپ کا بالائے سر یا غوث صمدانیؒ

کسی دن مسکرا کر دیکھئے محمود کی جانب
کہ ہو جائے شب غم کی سحر یا غوث صمدانیؒ



بے فکر ہے دنیا کے وہ ہر نفع وضرر سے
نسبت ہے گدائی کی جسے غوثؒ کے در سے

یا دشہ جیلاں میں جو آنسو مرے ٹپکے
وہ بڑھ گئے قسمت میں زر و لعل و گہر سے

دیکھا تھا فقط ان کی طرف دیدۂ تر سے
تھیں جتنی بلائیں مری سب ٹل گئیں سر سے

یکبار اشارہ نگہ فیض اثر سے
مل جائے گا آرام مجھے دردِ جگر سے

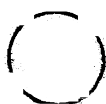
دیکھیں جو ادھر آپ تبسم کی نظر سے
تاریکئ شب بدلے ابھی نورِ سحر سے

تدبیر سے تقدیر بدلنے نہیں پاتی
لیکن بدل جاتی ہے عارف کی نظر سے

فیضانِ درِ غوث نے یہ کر دیا ثابت
کچھ کام خدائی کے بھی ہوتے ہیں بشر سے

پرنور زمانے کو کیا جن کی ضیاء نے
نکلے ہیں وہ خورشید بھی اس راہ گزر سے

لٹتی ہے شب و روز یہاں دولت عرفاں تیرا
بٹتی ہیں ولایت کی قبائیں اسی در سے
یہ بارگہ ناز ہے محمود سنبھل کر
اقطاب یہاں آتے ہیں چلتے ہوئے سر سے



اپنی خوش نصیبی کا اوج پر ستارا ہے
ان کا گوشۂ دامن اور ہاتھ ہمارا ہے
دستگیر جب سے اک ناخدا ہمارا ہے
موج خود سفینہ ہے بحر خود کنارہ ہے
جس حسین پر ہم نے تن من اپنا وارا ہے
رنگ بھی سہانا ہے روپ بھی پیارا ہے
مصطفےٰ کی سیرت ہے مرتضیٰ کی صورت ہے
محئ دیں میں دونوں کا ایک جا نظارہ ہے
لطف ان کے کوچہ کا ہم سے پوچھئے ہم نے
شب یہاں پہ کاٹی ہے دن یہاں گزارا ہے
نام میں اثر دیکھا ان کے اسم اعظم کا
سہل ہو گئی مشکل جب انھیں پکارا ہے

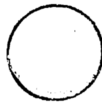
حکمراں دلوں پر ہیں اب بھی شاہ جیلانی
سلطنت ہے کسریٰ کی اور نہ مُلکِ دارا ہے

انقلاب دوراں کا ہم کو خوف کیا ہوگا
جانتے ہیں ہم یہ بھی ان کا اک اشارہ ہے

اس کا بال بھی بیکا کوئی کر نہیں سکتا
جس کو دستِ قدرت نے آپ کے سنوارا ہے

ایک شانِ استغنا اس میں پائی جاتی ہے
بے نیازِ عالم ہے جو گدا تمہارا ہے

جب سے ہم ہوئے محمود ان کے در سے وابستہ
ہر قدم پہ منزل ہے ہر بھنور کنارہ ہے



جو سب کی انتہا ہے ابتدائے غوث اعظم ہے
خدا معلوم کس جا انتہائے غوث اعظم ہے

عجیب حسن و جمال جانفزائے غوث اعظم ہے
خدا شیدا خدائی مبتلائے غوث اعظم ہے

تعالے اللہ کیا اوج وعلوئے غوث اعظم ہے
بلند سے بھی بلند سر زیر پائے غوث اعظم ہے

ردیف داب اگر مخدوم مقام شاہ جیلانی

زمیں ہر عاشقوں کے دل میں جائے غوث اعظم ہے
میلادُ ادلئے مکی تخت مکمی کا یہ مطلب ہے
خدائی میں ہے جو کچھ وہ برائے غوث اعظم ہے
شہان دہر بھی اس سے ملا سکتے نہیں آنکھیں
کچھ ایسی شان کا حال گدائے غوث اعظم ہے
جزائے صبر و تسلیم و رضا اب اور کیا ہو گی
خدائی آج ساری ہم پہ پائے غوث اعظم ہے
زبان کھلنے سے پہلے کام بن جاتا ہے سائل کا
کچھ ایسا موجزن بحر سخائے غوث اعظم ہے
ندا آئی درِ دولت سرائے غوث اعظم ہے
مری جانب سے کوئی یہ خبر کر دے زمانے کو



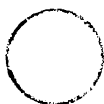
قسمتیں سارے زمانے کی بنانے والے
ہم بھی ہیں در سے ترے آس لگانے والے

راہ زن بھی کوئی آیا تو ولایت دیدی
مرحبا دولتِ عرفان لٹانے والے

اہلِ دل، صاحبِ اسرار و کرامات ہوئے
کفِ پا آپ کا آنکھوں سے لگانے والے

نام لیوا جو ترے ہیں وہ کہاں مٹتے ہیں
بے نشاں ہو گئے خود ان کو مٹانے والے

مجھے اس در سے ہے محمودؔ شرف نسبت کا
سر جھکاتے ہیں جہاں سارے زمانے والے



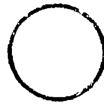
مرے دل کا آئینہ اس طرح سوئے غوثؓ ہے
منعکس اس میں مکمل حسنِ روئے غوثؓ ہے

گلشنِ بغداد کے پھولوں کی خوشبو کیا کہوں
سونگھتا ہوں پھول جو بھی اس میں بوئے غوثؓ ہے

اس نتیجہ پر میں پہونچا سب تمناؤں کے بعد
سب تمناؤں سے بہتر آرزوئے غوثؓ ہے

دل بحمد اللہ اپنا صورتِ قبلہ نما
ہو جہاں بھی رُخ ہمیشہ اس کا سوئے غوثؓ ہے

وہ مبارک آنکھ ہے جسمیں ہے جلوہ غوثؓ کا
وہ مبارک دل ہے جسمیں آرزوئے غوثؓ ہے
اس کو رسوا کرنے والے جان لیں اچھی طرح
آبرو ان کے گدا کی آبروئے غوثؓ ہے
ادنیٰ خادم بھی ہے ان کا شاہباز معرفت
ہے سمندر جو لظاہر آبجوئے غوث ہے
داغ عصیاں کے اگر دامن پہ ہوں کچھ غم نہیں
عاصیوں ہی کے لئے تو شست و شوئے غوث ہے
ان کے دامن سے جو وابستہ ہیں وہ کرتے نہیں
دستگیری ان کی ہر لغزش میں خوئے غوث ہے
میں فتوح الغیب پڑھنے میں کچھ ایسا گم ہوا
یہ ہوا محسوس مجھ سے گفتگوئے غوث ہے
پیار کرنا اپنے اعضاء کا ہے یہ سب کا وضو
ہاتھ دھونا دونوں عالم سے وضوئے غوث ہے
امیدوار دگیر روزِ محشر کی مجھے پروا نہیں
حشر جب محمود میرا روبروئے غوث ہے



کمالِ ذوقِ ایماں ہے محبت غوث اعظمؓ کی
زوالِ ملک و دولت ہے عداوت غوث اعظمؓ کی

نہایت اولیاء کی ہے ہدایت غوث اعظمؓ کی
خدا ہی جانے کس جا ہے نہایت غوث اعظمؓ کی

جہاں میں ہر طرف تھی دھوم ان کے آمد آمد کی
ابھی آئے نہ تھے لیکن تھی شہرت غوث اعظمؓ کی

وجودِ مصطفےٰ تھا جو وجودِ عبدِ قادر تھا
تجلی تھی نبوت کی ولایت غوث اعظم کی

یہ وہ در ہے جہاں اقطاب سر اپنا جھکاتے ہیں
کہ زینہ ہے ترقی کا عقیدت غوث اعظم کی

گدا اس در کے تخت و تاج کو ٹھوکر لگاتے ہیں
غنی کچھ ایسا کر دیتی ہے نسبت غوث اعظم کی

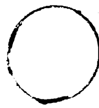
جو ان کے گوشۂ دامن سے رشتہ باندھ لیتا ہے
سرایت اسمیں کر جاتی ہے قوت غوث اعظم کی

فلا خوف علیہم کی پھر اسمیں شان ہوتی ہے
کہ کامل ہی جاتا ہے حمایت غوث اعظم کی

طلب جس نے کیا جو اس سے بڑھ کر دیدیا اس کو
ہے کیسی فطرتاً سادہ طبیعت غوث اعظم کی

نشانِ حکمراں باقی نہ ان کی سلطنت باقی
دلوں پر ہے مگر باقی حکومت غوث اعظم کی

وہ بن جاتا ہے منظورِ نظر ساری خدائی کا
جسے محمودؔ مل جاتی ہے نسبت غوث اعظم کی



خدا کی شان یہ کیا شانِ غوث اعظمؓ ہے
خدائی تابع فرمانِ غوث اعظمؓ ہے

قیاس جس کی بلندی کا عقل کر نہ سکی
وہ اوج و رفعتِ ایوانِ غوث اعظمؓ ہے

قدم ہے اس کا سلاطینِ دہر کے سر پر
عجیب عظمتِ دامانِ غوث اعظمؓ ہے

ہے لطف عام وہ سرکار کا جسے دیکھو
رہین منّت و احسانِ غوث اعظمؓ ہے

خدا کے فضل سے جاری ہر ایک گوشہ میں
جہاں کے چشمۂ فیضانِ غوث اعظمؓ ہے

ملی ہے خلعتِ محبوبیت اسی باعث
کہ چشم حق میں وہ شایان غوث اعظمؓ ہے

ہے جو حضور کا منشاء وہی مقدّر ہے
رضائے حق ہے جو فرمانِ غوث اعظمؓ ہے

حسن کی سیرت و سیرت حسین کی جرأت
یہ خاص فضل نمایانِ غوث اعظمؓ ہے

یہ سب نبی کا جمال و کمال ہے کب یہ
کمال و جلوہ تابانِ غوث اعظمؓ ہے

ملی یہ منزلت و شان و مرتبت کس کو
یہ خاص منزلت و شانِ غوث اعظمؓ ہے

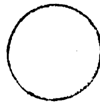
وہ سر ہے سر کہ ہو جس میں حضور کا سودا
وہ دل ہے دل کہ جو قربانِ غوث اعظمؓ ہے

جھلک رہا ہے تصور میں حسن حضرت کا
جو دل میں حسرتِ پنہان غوث اعظمؓ ہے

ہے گوشہ گوشہ مرے دل کا نور سے روشن
کہ اس میں شمع فروزان غوث اعظمؓ ہے

کہا یہ داورِ محشر نے دیکھ کر مجھکو
کہ چھوڑ دو یہ ثنا خوانِ غوث اعظمؓ ہے

نہ کیوں کلام میں محمودؔ کے ہو رنگینی
وہ عندلیب گلستانِ غوث اعظمؓ ہے



مریدی ھم وطب واشطح پیامِ غوث اعظم ہے
وافعل ماتشاء بھی اذنِ عام غوث اعظم ہے
فحکمی نافذٌ فی کُلّ حالٍ سے کھلا عقدہ
سکّہ مُلکِ باطن کا بنامِ غوث اعظم ہے
بِلادُ اللہ مُلکی تحت حکمی سے ہوا ثابت
کہ جاری سارے عالم میں نظام غوث اعظم ہے
بشارت لاتخف واتیہ فانی کی اسی کو ہے
جو اپنے صدقِ دل سے زیرِ بام غوث اعظم ہے
انا فی حضرۃ التقریب وحدی ہے ثبوت اس کا
کہ فضل حق سے حق سے قرب نام غوث اعظم ہے
کسانی خلعۃً بطراز عزم ہے دلیل اس کی
خدا کا خاص مقصد احترام غوث اعظم ہے
وتوجنی بتیجان الکمال سے کھلا سب پہ
کہ تاج عظمت و شوکت نامِ غوث اعظم ہے
مقامی فوقکم مازال عالِ یہ واضح ہے
بہت اونچا ولایت میں مقام غوث اعظم ہے

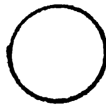
طیونی فی السماء والارض دُقّت کا ہوا اعلان
کہ رفعِ ذکر کی نعمت بنامِ غوثِ اعظم ہے
انا الباز ی اشہب کل شیخ کا یہ مطلب ہے
کہ شہبازِ طریقت بھی بہ دامِ غوثِ اعظم ہے
واقدامی علے عنق الرجال حکم رب سے تھا
کہ مقصود اس سے اعلانِ مقامِ غوثِ اعظم ہے
سمجھ جائیں یہ اعداء قاتلِ عبد القتال سے
کھلی ہر وقت تیغِ بے نیامِ غوثِ اعظم سے
عیاں ہے یہ سقانی الحب کاسات الوصال ہے
کہ جامِ عشق سے شربِ مُدامِ غوثِ اعظم ہے
فسانی القوم بالوافی ملائی سے ہوا ظاہر
مئے عرفان سے لبریز جامِ غوثِ اعظم ہے
کہوں محمود کیا فیضان سبطِ ساقیٔ کوثر
ھلموا واشربوا اعلانِ عامِ غوثِ اعظم ہے

برنگِ غالب

نگہ غوث سے حال اپنا چھپائے نہ بنے
کیا بنے بات جہاں بات بنائے نہ بنے

ساقیٔ بادۂ عرفان اُدھر بھی اک جام
عمر بھر جس سے مجھے ہوش میں آئے نہ بنے

غوث کی مجھ کو ہے محمودؔ حمایت ایسی
گر ستانا کوئی چاہے تو ستائے نہ بنے



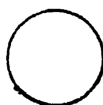
عبد القادر جیلانیؒ عبد القادر جیلانیؒ
سر سے پا تک نورانی عبد القادر جیلانیؒ
منبعِ فیض روحانی عبد القادر جیلانی
مظہر ذاتِ ربانی عبد القادر جیلانیؒ
قندیلِ روحانی ہیں محبوب سبحانی ہیں
اور ہیں غوثِ صمدانی عبد القادر جیلانیؒ
نانا کی صورت پائی نانا کی سیرت پائی
ذات میں نانا کے فانی عبد القادر جیلانیؒ
خواہ اقطاب ہوں یا ابدال بے شبہ ان سب کی ہے
آپ کے در پر پیشانی عبد القادر جیلانیؒ

آپ کی قوت قوت ہے آپ کی سطوت سطوت ہے
آپ کی سب پر سلطانی عبدالقادر جیلانیؒ

جن و انس حور و ملک سب یکساں یہ کہتے ہیں
لاثانی ہیں لاثانی عبدالقادر جیلانیؒ

وقتِ مدد ہے دستگیر آپ کے خادم ہیں دلگیر
دور ہو ان کی حیرانی عبدالقادر جیلانیؒ

کیا محمودؔ اب عرض کرے آپ پہ جب سب روشن ہے
اس کا دردِ پنہانی عبدالقادر جیلانیؒ



فروغ نور ایمانی محی الدین جیلانیؒ
ضیائے چشم نورانی محی الدین جیلانی

تم ہی ہو ہادیٔ دوراں تم ہی سرور تم ہی سلطان
تم ہی محبوب سبحانی محی الدین جیلانی

تم ہی ہو صاحب عرفاں تم ہی ہو رونق عرفاں
تم ہی مقبول یزدانی محی الدین جیلانی

خدا کے فضل و قدرت سے ہیں جتنے اولیاء انکی
تمھیں حاصل ہے سلطانی محی الدین جیلانی

ابھی تک جاری وساری ہے عالم کے رگ وپے میں
تمہارا فیض نورانی محی الدین جیلانی

سہارا بے سہاروں کا وسیلہ بے وسیلوں کا
تمہاری ذات لاثانی محی الدین جیلانی

تمہارے در کی دربانی بھی مل جائے تو یہ سمجھوں
ملی مجھ کو سلیمانی محی الدین جیلانی

نہ کیوں یہ دل ہو صدقے خواب میں بھی گر نظر آئے
تمہارا حسن لاثانی محی الدین جیلانی

تمنا ہے تو بس یہ ہے جو ارماں ہے تو بس یہ ہے
تیرے در پہ ہو پیشانی محی الدین جیلانی

نظر میں یوں سما جاؤ جدھر دیکھوں نظر آئے
تمہاری شکل نورانی محی الدین جیلانی

مجھے بے خود بنا دو مست کر دو بے خبر کر دو
پلا کر جام عرفان محی الدین جیلانی

نہیں کچھ عرض حاجت کہ تم پر آشکارا ہے
ایدا سب دود پنہاں محی الدین جیلانی

جو سچ پوچھو مقدر ہے اس کا جس نے دیکھی ہے
تمہاری شکل نورانی محی الدین جیلانی

بوقتِ نزع بھی پیہم زبان پر ہو یہی جاری
محی الدین جیلانی، محی الدین جیلانی

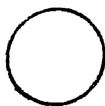
تمنائے دلی یہ ہے کہ ہو پیشِ نظر ہر دم
تمہارا روئے تابانی محی الدین جیلانی

قیامت میں وسیلہ مغفرت کا بن گئی تم سے
میری وابستہ دامانی محی الدین جیلانی

جو آجائے ادھر بھی اک نسیم لطف کا جھونکا
تو زائل ہو پریشانی محی الدین جیلانی

علیؑ کے تم ہو پوتے تم کو آساں سے بھی آساں ہے
مری مشکل کی آسانی محی الدین جیلانی

ہو محمودِ حزیں پر بھی کرم کی اک نظر ایسی
مٹے سب اس کی حیرانی محی الدین جیلانی



تمہاری صورتِ انور پہ صدقے جسم بھی جاں بھی
نہ تنہا جسم و جاں قربان تم پر دین و ایماں بھی
جو دیکھی شکلِ انور ہو گئے سو جان سے قربان
ملک جن بھی انساں بھی پری بھی حور و غلماں بھی

لقب ہے آپ کا میراں محی الدین جیلانی
غیاث خلق بھی غوث زماں محبوب سبحاں بھی
وہ پایہ تم نے پایا ہے وہ رفعت تم کو حاصل ہے
ہے جس کے سامنے خم گنبد گردون گرداں بھی
کیا اس رخ زندہ سینکڑوں مُردوں کو ٹھوکر سے
ثنا خواں جس کے عیسیٰ ہیں خضر بھی آب حیواں بھی
بچا لینا میری کشتی کہ ہیں درپے تباہی کے
ہوا بھی دوری ساحل بھی تاریکی بھی طوفاں بھی
خدا کے فضل سے سب آپ ہی کے زیر فرماں ہیں
ولی بھی غوث بھی ابدال بھی اقطاب دوراں بھی
جو آجائے نظر وہ صورت انور فدا کردوں
یہ دل بھی یہ جگر بھی اور یہ آنکھیں بھی یہ جاں بھی
نہیں کچھ عرض کی حاجت کہ تم پر آشکارا ہے
میرا مقصد بھی میرا مدعا بھی میرا ارماں بھی
کرم کی اک نظر محمودؔ پر فرمایئے شاہا
کہ ہے بیکس بھی بے چارہ بھی میراں دپریشاں بھی

سلام بحضور غوثِ انامؓ

اے شہِ اولیاء سلام علیک — سرورِ اصفیاء سلام علیک

وارثِ حالِ احمدِ مرسل — دلبرِ مرتضےٰ سلام علیک

ذاتِ تو برگزیدۂ خاصان — سیّد الاتقیا سلام علیک

شد مُحبّ تو حق و تو محبوب — مرحبا مرحبا سلام علیک

زیرِ حکمِ تو اولیائے جہان — تاجدارِ ولا سلام علیک

خوش نصیبم اگر قبول اُفتد — از منِ بے نوا سلام علیک

نگہِ لطف تست در حقِ ما — رحمتِ کبریا سلام علیک

منکشف بر تو حالِ مظلوماں — ما مضیٔ ماجرا سلام علیک

شد بہ گردابِ غم سفینۂ ما — اے ناخدا سلام علیک

بر تو سہل ست حلِّ ہر مشکل — سبطِ مشکل کشا سلام علیک

ہمہ اقطاب از زبان گویند — بر تو غوث الوریٰ سلام علیک

پئے محمود یک نگاہ تو بس
چشمِ رحمت کشا سلام علیک

سلام بحضور غوث انامؓ

سلام اس پر ہے جو غوث زماں محبوب سبحانی
سلام اس پر ہے جو مقبول یزداں قطب ربانی
سلام اس پر جو غوث انس و جاں ہے پیر پیراں ہے
سلام اس پر جو قطب کل جہاں ہے پیر پیراں ہے
سلام اس پر جو نور عین زہرا سبط حیدر ہے
سلام اس پر دل شبیر ہے جو جان شبر ہے
سلام اس پر کہ جو مظہر ہے اپنے جد امجد کا
مکمل ہے نمونہ سیرت و شکل محمد کا
سلام اس پر کہ جس کی آمد آمد اور ولادت کی
سبھی قطبانِ جہاں نے ساری دنیا کو بشارت دی
سلام اس پر جو اپنی شکم مادر ہی سے گویا تھا
ولادت شام میں اور دوسرے دن جس کا روزہ تھا
سلام اس پر کہ بہر علم جس نے سب سے منہ موڑا
اقارب اپنے چھوڑے اپنا گھر اپنا وطن چھوڑا

سلام اس پر کہ جس نے اپنی سب آسائشیں چھوڑیں
مصائب سینکڑوں جھیلے کروڑوں سختیاں جھیلیں
سلام اس پر گزاری عمر جس نے سجدہ ریزی میں
بسر کی جس نے برسوں زندگی صحرا نوردی میں
سلام اس پر کہ جس نے بادشاہت کی فقیری میں
سلام اس پر فقیری جس نے کی اپنی امیری میں
سلام اس پر سبق جس نے دیا سب کو صداقت کا
گروہ عرفاں کو کردیا قایل ولایت کا
سلام اس پر کہ جس کا فیض جاری ہے زمانے میں
ہے نعمت دو جہاں کی جس کے شاہی آستانے میں
سلام اس پر کہ جس نے قصر دیں کی پھر بنا ڈالی
عمارت کفر و جور و ظلم و بدعت کی ہلا ڈالی
سلام اس پر کہ جس سے تیرِ اسلام پھر چمکا
صدا توحید کی گونجی ہوا باطل کا منہ کالا
سلام اس پر کہ جس نے پھر شریعت کو کیا زندہ
سلام اس پر کہ جس نے پھر طریقت کو کیا تازہ
سلام اس پر بتایا راستہ جس نے ہدایت کا
سلام اس پر سبق جس نے پڑھایا علم و حکمت کا

سلام اس پر کہ جو ملجا و ماوی ہے غریبوں کا
سلام اس پر سہارا ہے جو سارے بے سہاروں کا
سلام اس پر کہ جو فریاد رس ہے دادخواہوں کا
سلام اس پر کہ جو آرام جاں ہے بے قراروں کا
سلام اس پر ہر مظلوم ہر بیکس کا حامی ہے
سلام اس پر جو ہر بے خانماں کا یار و والی ہے
سلام اس پر کہ جس کے ہاتھ میں مشکل کشائی ہے
سلام اس پر کہ جس کا کام ہی حاجت روائی ہے
سلام اس پر کرم ہے عام جس کا دوست و دشمن پر
سلام اس پر قدم ہے جس کا سب دلیوں کی گردن پر
سلام اس پر کہ جس کا خلق مشہور زمانہ ہے
جہاں میں مرجع مخلوق جس کا آستانہ ہے
سلام اس پر ہے جو محبوب خالق کی نگاہوں میں
سلام اس پر ہے جو محمود اپنی سب اداؤں میں

مسدس بہ موقع جشن ولادت
حضور غوثیت مآب رض

ہر دل ہے آج کیف کا ساماں لئے ہوئے
ہر شئے ہے رنگ و بوئے گلستاں لئے ہوئے
فرش زمیں ہے لالہ و ریحاں لئے ہوئے
دنیا ہے ساری رنگ بہاراں لئے ہوئے
رونق عجیب سی ہے مکان و مکیں پر
جنت اُتر کے آئی ہے سطح زمین پر

ساقی کا آج لطف و کرم سب پر عام ہے
ساغر الگ ہے دور میں گردش میں جام ہے
ہر تشنہ لب ہے شاد کہ وہ شاد کام ہے
راحت فزا ہے صبح تو جاں بخش شام ہے
ہر ایک خوشی میں غرق ہے مستی میں چور ہے
آنکھوں میں سب کے نور ہے دل میں سرور ہے

بیخود ہیں اہلِ شوق کہ اب وقت دید ہے
شب ہے جو آج قدر کی دن روز عید ہے
محمود گر ہے رات تو دن بھی سعید ہے
کم روز روزِ جلوۂ سردار اصفیا ست
کشب شبِ ولادت سلطان اولیاء ست

مدت سے تھا کوئی دلِ ویراں لئے ہوئے
سینے میں کوئی آتشِ سوزاں لئے ہوئے
بیٹھا تھا کوئی حال پریشاں لئے ہوئے
نظروں میں کوئی دید کا ارماں لئے ہوئے
تھاما ہوا ہر ایک تھا دامن امید کا
تھا انتظار بس اس یوم سعید کا

کوئی اسیرِ غم تھا کوئی دل فگار تھا
دلریش تھا کوئی، کوئی غم کا شکار تھا
ناکامیوں پہ اپنی کوئی سوگوار تھا
تھا مضطرب کوئی تو کوئی بے قرار تھا

شکرِ خدا یہ دورِ مصائب کا ٹل گیا
چشم زدن میں رنگ جہاں کا بدل گیا

آئے جہاں میں نائبِ سلطانِ انبیاء
جلوہ نما ہوئے شہِ اقطاب و اولیاء
تشریف لائے سرور و سردار از کیا
ہیں اہلِ دل جو شاد تو مسرور اتقیا
حسن و جمال ماہ درخشاں لئے ہوئے
آئے وہ آج جلوۂ جاناں لئے ہوئے

ایں جاہ و ایں جلال ۔ جلالِ محمدؐ است
ایں بذل و ایں نوال نوالِ محمدؐ است
ایں فضل و ایں کمال کمالِ محمدؐ است
لاریب ایں جمال جمالِ محمدؐ است
سچ ہے جو بات ہوتی ہے موجود شخص میں
ہوتی ہے ہو بہو وہ نمایاں سب اس کے عکس میں

وہ مرجعِ انام یہ مقبولِ عام ہیں
پیر و زمانہ ان کا سب ان کے غلام ہیں

وہ سب کے پیشوا ہیں یہ سب کے امام ہیں
ان کے مطیع ہی سارے تو سب ان کے رام ہیں
رنگ ڈھنگ سب وہی ہے وہی حال و قال ہے
انداز سب وہی ہیں وہی چال ڈھال ہے

اے تشنہ کام بادۂ عشرت کا جام لے
نسبت سے ان کی اپنی مصیبت میں کام لے
مشکل جو پیش آئے تو بس ان کا نام لے
دامن کو ان کے ہاتھوں سے مضبوط تھام لے
اے بختِ خفتہ ان سے کبھی لو لگا کے دیکھ
اس آستاں پہ اپنی جبیں کو جھکا کے دیکھ

گم گشتہ راہ تو ہے مگر رہنما نہیں
ہمدم نہیں، رفیق نہیں پیشوا نہیں
گرداب میں سفینہ ہے اور ناخدا نہیں
تجھ کو امید جن سے ہے ان میں وفا نہیں
منھ موڑ سب سے آ انھیں اب اختیار کر
کشتی کو اپنی ان کی توجہ سے پار کر

ہر درد ہر مرض کی دوا ان کے پاس ہے
آتے ہیں سب یہیں کہ شفا ان کے پاس ہے
تفصیل کیا کرے کوئی کیا ان کے پاس ہے
قبضہ میں ہے خدائی خدا انکے پاس ہے
جو در پہ انکے آیا وہ مقصود پا گیا
محمود اس نے اپنا مقدر بنا لیا

ٹھمری

غوث پیا موری لیجیے کھبریا
لیجیے کھبریا موری لیجیے کھبریا
میں دکھیاری آس کی ماری جاؤں کہاں اب کاٹ کے ساری
توری گلی میں اپنی عمریا
خاص دیا کی میں نہیں سایل ایسی دیا کی میں نہیں قایل
بس موہے توری ترچھی نجریا
تم حیدر کے راج دلارے زہرہ کی آنکھوں کے تارے
سب سے اونچی تمری اٹریا
تم بن یہ محمود ہے پریشان مانگے کس سے اپنا درمان
کون ہے جو لے اس کی کھبریا

بحضور غریب نوازؒ

محبوب نبی مقبول خدا سلطان الہند غریب نوازؒ
سرچشمۂ جملہ اہلِ صفا سلطان الہند غریب نوازؒ

سب تارے ہیں ماہِ تاباں تو سب ذرّے ہیں خورشید ہے تو
سب قطرے ہیں لیکن تو دریا سلطان الہند غریب نواز

تو ساقی ہے سب ہیں مستانے تو شمع ہے سب ہیں پروانے
تو سب کی تمنا سب کی دُعا سلطان الہند غریب نوازؒ

جب ہاتھ میں دامن تیرا ہے جب سر پہ تیرا سایہ ہے
پھر مجھ کو کسی کی کیا پروا سلطان الہند غریب نوازؒ

دل کا مقصد پورا کر دے دامانِ امید میرا بھر دے
مشہور ہے تیری جود و سخا الہند غریب نوازؒ

اک چشم عنایت کی خاطر محروم تمنا آیا ہے
محمود ترا ناچیز گدا سلطان الہند غریب نوازؒ

مدحت حضرت خواجہ اعظمؒ

خواجۂ خواجگاں معین الدّین ۔ حامئ بیکساں معین الدّین
شمعِ راہِ یقیں و رہبر دیں ۔ بے نشاں را نشاں معین الدین

اولیاء اتقیا کہ اہل صفا | میر این کارواں معین الدین
واقف راز ہائے لم یزلی | شاہد لامکاں معین الدین
آں حقیقت کہ بود ستر نہاں | شدہ از تو عیاں معین الدین
اعتقادم کہ بام عرفاں را | در تو نزد باں معین الدین
شکر ایزد دیئے سفینۂ ما | دامنت بادباں معین الدین
لذتِ ذکر تو بیفزاید | ذوق کام و دہاں معین الدین
جلوۂ خود نما کہ تا بشود | عید ما عاشقاں معین الدین
از جفائے فلک چرا نالم | چوں توئی مہرباں معین الدین
پئے ہر بے نوا غریب نواز | پئے ہر خستہ جاں معین الدین
آستانِ تو چوں نظر آمد | شد امیدم جواں معین الدین

ہست محمودؔ بر لب شوقم
"خواجۂ خواجگاں معین الدین"

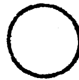
بحضور خواجہ اعظم غریب نواز حضرت معین الدین چشتی رح

نہیں ہے جس کا کوئی آسرا غریب نواز رح
ہے اس غریب کی آخر صدا غریب نواز رح
نصیب اس کا ہے بخت اس کا قسمت اس کی ہے
جسے نصیب ہو در آپ کا غریب نواز رح

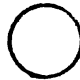
طوافِ روضۂ اقدس نگاہ کرتی ہے
ہے آستاں ترا کس شان کا غریب نوازؒ
ستم زدوں کا سہارا ہے بیکسوں کی امید
یہ آپ کا درِ دولت سرا غریب نوازؒ
جب آپ حامی مرے ہیں تو خوف پھر کس کا
بلا ہے کیا مری جانے بلا غریب نوازؒ
بلائیں ٹل گئیں، حل ہو گئیں جو مشکل تھی
نکل گیا مرے منھ سے جو یا غریب نوازؒ
خدائی ہاتھ لگی مجھ کو یہ ہوا محسوس
جو دامن آپ کا ہاتھ آ گیا غریب نوازؒ
کرم یہ ان کا جو اپنا بنا لیا ورنہ
کجا میں سوختہ ساماں کجا غریب نوازؒ
نہ آرزو ہے کوئی اب نہ مدعا کوئی
دلِ شکستہ کی ہے بس صدا غریب نوازؒ
میرے لئے یہی محمودؔ ہے بہت نسبت
غریب میں ہوں تو خواجہ مرا غریب نوازؒ

رباعیات

دل بادۂ بغداد کا میخانہ ہے
اور آنکھ مئے غوث کا پیمانہ ہے
ہے جلوۂ غوث ان میں شددیہ تشبیہ
یہ آئینہ خانہ وہ جلوہ خانہ ہے



اولادِ حسنؓ میں غوث اور آلِ حسینؓ
یوں ذات ہوئی آپ کی جمع البحرین
ماہِ جیلاں کے ساتھ ماہِ رمضاں
یہ بھی ہے اسی طرح قِرانِ السعدین

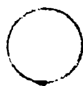


اس روضے پہ جو پیر و جواں آتے ہیں
ہمراہ عقیدت کے وہ گل لاتے ہیں
کرتے ہیں جو نذر رشتہ کی گل اس کے عوض
دامن گلِ مقصود سے بھر جاتے ہیں

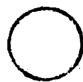
جشنِ ماہِ ولادت

ہر نعمتِ حق بہرِ افزائش ہے
مسرور ہیں سب عالمِ آسائش
کیوں رحمتِ حق دوست نہ رکھے سب کو
اس ماہ میں محبوب کی پیدائش ہے

ہیں طفل کہ یا پیر و جواں بیٹھے ہیں
میخوار ہی سب جتنے یہاں بیٹھے ہیں
اے ساقی میخانۂ جیلاں للہ
اک جام کہ ہم تشنہ دہاں بیٹھے ہیں



یہ آنکھ رخ غوث کی شیدائی ہے
دل جلوۂ حضرت کا تمنائی ہے
یہ دو ہی نہیں جمال شہ کے مشتاق
یہ سر بھی حضور ہی کا سودائی ہے



محمود رخ غوث کا دیوانہ ہے
میخانۂ بغداد کا مستانہ ہے
سب دیتے ہیں اپنی جان مال و زر پر
یہ شمع رخ غوث کا پروانہ ہے

دورانِ طباعت ایک اور منقبت بہ شانِ غوثِ پاکؒ ہو گئی جسے شامل کیا گیا

شد بلند از چرخِ نیلی فام ایوانِ شما
گشت جاری بر ہمہ آفاق فرمانِ شما

ہیچ کس واقف ز حال و محرمِ اسرار نیست
عارفاں راہم نہ شد عرفانِ عرفانِ شما

ہر مہ و مہرے کہ تاباں شد بیا خورشد غروب
تا ابد باشد درخشاں مہرِ تابانِ شما

غازۂ روئے حقیقت کحلِ چشمِ معرفت
نزدِ اربابِ طریقت خاکِ ایوانِ شما

دل شگفتہ باغ باغ و جاں بگشتہ شاد شاد
نکہتے آید مگر از صحنِ بستانِ شما

خوش نصیبم خوش نصیبم خوش نصیبم خوش نصیب
شکرِ حق سازم کہ ہستم از گدایانِ شما

اے زہے بیماریٔ کاں را طبیبے ہمچو شما
اے خوشا دردے کہ باشد بہ نذرِ درمانِ شما

کامرانم کامرانم کامرانم کامراں
گر بہ بینم وقتِ آخر روئے خندانِ شما

زین خیالے دردلم اندیشۂ محشر نماند
ہم دراں لاوشئے بود در دست دامان شما

ہر زباں راکے تمنزد دادن نوید لاتخف
ہست ایں اعلان وا ذن عام شایان شما

فیضیاب ست عالمے از بحر الطاف و کرم
لقمہ چینند صد ہزاران حاتم از خوان شما

قادریم، قادریم، قادریم، قادری
از ازل گشتم من از حلقہ بگوشان شما

از حوادث ہیچ گہ خایف مشو ترساں مشو
ہست اے محمود کافی شاہ و شاہان شما

تمت